ہم نصابی سرگرمیاں

اقدار کی تعلیم - حیاتی مہارتیں

جماعت : دوّم 2

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت
ریاست تلنگانہ، حیدرآباد

ناشر

حکومت تلنگانہ، حیدرآباد

اقدار کی تعلیم - حیاتی مہارتیں

جماعت دوّم

کتابچہ برائے اساتذہ

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت
تلنگانہ اسٹیٹ، حیدرآباد

پیش لفظ

انسان سماجی جانور ہے۔اپنی بقاء کے لیے ضروری سماج کی تشکیل دیا ہےاس نظام کی دیکھ بھال، میل جول، بقاءاور ترقی کے لیے ضروری فہم اور بھروسہ ضروری ہے۔اس کے لیے متحدہ جدوجہد اور باہمی تعاون بھی ضروری ہے۔اس لیے انسانی سماج میں جانے پہچانے اور پسندیدہ اصولوں کی ضرورت ہے۔جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا برتاؤ کرنہیں سکتے۔ ہر سماج کے اپنے کچھ اخلاقی بنیادی اصول ہوتے ہیں۔یہ اخلاقی اصول اکثریت کے لیے قابل قبول ہوتے ہیں۔

ایمانداری کے اصول ہمارے چال وچلن کے لیے مشعل راہ ہیں۔اس لیے بچوں کو بھی چاہیے کہ اس پر عمل پیرا ہوں۔اخلاقی ترقی سے مراد کچھ اصولوں پر عمل پیرا ہوتا ہے یا کسی کے ذریعہ ترتیب دیئے گئے مثالی نمونوں کے مطابق عمل پیرا ہونا ہی نہیں ہے بلکہ اخلاقی ترقی سیمراد ہرموع پر صحیح وجوہات کی جانکاری حاصل کرنا، مدبرانہ فیصلہ کرتے ہوئے اس کے مطابق عمل پیرا ہونے کی صلاحیت کے حامل ہونا اخلاقی شعور کے ذریعہ لیے گئے فیصلہ سے ہم میں استقامت، امن وسکون سے رہنے کی صلاحیت فروغ پاتی ہے۔یہ کام مجھے زبردستی تفویض کیا گیا ہے۔''اس لیے میں اس کو تکمیل کررہا ہوں' 'اس طرح کی منفی سوچ ہمیں نہیں رکھنا چاہیے۔اس طرح ایک شخص کا خود امن وسکون، سکھ چین، آرام اور استقامت سے رہنا ہی اخلاقی ترقی کا خلاصہ ہے۔اس کے لیے ضروری مہارتوں کا ہونا ہی زندگی کا ہنر ہے۔اس میں مسائل کو حل کرلینا مل جل کر کام انجام دینا، جذبات کا اظہار کرنا، قیادت کرنا، دوسروں سے خوشگوار تعلقات استوار کرنا ضروری ہے۔

یہ ایک اہم رجحان ہے کہ آج معاشرہ میں اخلاقی اقدار بدقسمتی سے زوال پذیر ہے۔ہمارے اندر موجود مفاد پرستی، لالچ ، بے ایمانی، اخلاقی اصولوں کا استحصال خودغرضی، انا پرستی جیسی بری عادتوں کی وجہ سے ہم اپنی زندگی کو پیچیدہ بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے ماحول کو بھی آلودہ کررہے ہیں۔اس سے بے چینی میں اضافہ ہورہا ہے۔اخلاقی اقدار میں زوال کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہوئے ذہنی تناؤ تہس نہیں ہوتے ہوئے انسانی اخلاق اور انسانی رشتوں کو ہم محسوس کرسکتے ہیں۔یہ تمام ایک دن یا ایک سال میں رونما نہیں ہوتے ہیں۔ہماری زندگیوں میں صبر، مساوات، اچھے برے کی تمیز کا فقدان اس کی اصل وجہ ہے۔اس کی جگہ پر لالچ، چوری جیسی بری عادتیں جنم لے رہی ہیں۔نتیجتاً سماج میں عدم تحفظ، عدم اعتمادی، چھوٹا خاندان، اقدار کی زوال پذیری، سماج میں بے چینی جیسے امور دیکھے جارہے ہیں۔

ان کے تدارت کے لیے تعلیم کو ایک آلہ سمجھتے ہوئے اقداری تعلیم، حیاتی مہارتوں کے موضوع کو اسکولی تعلیم میں جماعت اول تا دہم ایک اہم مضمون کے طور پر متعارف کیا گیا ہے۔اس کے ذریعہ بچے اسکولس تعلیم کے مکمل کرنے تک استدلالی غور وفکر کے حامل شہری کی طرح نشوونما پانے کے لیے درکار تربیت حاصل کریں گے۔

اعلیٰ اقدار، روّئے، جذبہ ایثار، سماج ماحول اور اپنے ساتھیوں کے متعلق مخلصانہ وہمدردانہ رویہ کا اظہار، ذمہ دار شہری کے طور پر نشوونما کے لیے درکار نصاب (Syllabus) ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت حیدرآباد کی جانب سے تیار کیا گیا ہے۔

بچے آزادی سے گفتگو کرنا، سوالات کرنا، ردعمل ظاہر کرنا، اچھے برے کی تمیز کرنے کے قابل ہوں یہ بات ریاستی درسیاتی خاکہ 2011 کے ریاستی ویژن میں بیان کئے گئے ہیں۔اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ریاست میں جماعت اول تا دہم تک اقداری تعلیم، حیاتیاتی مہارتیں نصاب تدوین کیا گیا۔ پھر جماعت واری تدریسی واکتسابی کارگذاری کے لیے اساتذہ کے لیے کتابچہ تیار کیا گیا۔ جماعت اول تا دہم تک فروغ دیے جانے والے 18 اہم اقدار کی شناخت کر کے ہر جماعت میں ان کے متعلقہ اسباق سے جوڑ دیا گیا ہے۔ جو

1) آزادی (2) مطمئن زندگی (3) کردار سازی (4) زندگی کی مہارتیں (5) احساس ذمہ داری (6) بچت (7) صحت کی قدر (8) تہذیب وتمدن سے محبت (9) سائنسی رجحان (10) انصاف (11) امن وچین سے مل جل کر زندگی گذارنا (12) محنت کی قدر (13) خدمت کا جذبہ (14) مساوات، بھائی چارگی، خواتین کے تئیں عزت (15) قومی جذبات۔ حب الوطنی (16) سیکولرزم۔ مذہبی رواداری (17) جمہوریت میں اقدار سے محبت (18) ایمانداری

ان میں سے 12 تعین سطحی اقدار اور فوقانوی سطح کے لیے جملہ 8 اقدار پر متعین ہے۔ ایک ایک قدر، ذیلی قدر کو تعین کرتے ہوئے اسباق تیار کئے گئے ہیں۔

اقدار (اخلاق) تدریس کے ذریعہ حاصل نہیں ہوسکتے۔ اس کا حصول عمل کے ذریعہ ممکن ہے۔ لہذا جماعت واری تیار کئے گئے اساتذہ کے کتابچہ میں، مناظر، واقعات، ہر مختصر بحث ومباحثہ عمل کرنا، ردعمل ظاہر کرنا، جیسے سرگرمیوں سے مربوط ابواب شامل ہیں۔ مباحثہ کے ذریعہ روئے کی تربیت ہونا چاہئے۔ عمل کے ذریعہ برتاؤ میں تبدیلی کی امید کرتے ہوئے اسباق تیار کئے گئے ہیں۔ اس کو روبہ عمل لانا چاہئے۔ ہماری ذمہ داری ہے اساتذہ کی رہنمائی کے لیے ہدایات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اسی طرح طلباء کے لیے ہدایات بھی موجود ہیں۔

چاہے کتنا ہے اچھا کتابچہ کیوں نہ ہو وہ معلم کی برابری نہیں کرسکتا۔ معلم خود کو ایک مثالی نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہوئے اقدار کے فروغ کی کوشش کرے۔ نصابی منصوبہ اور جماعت واری منصوبہ کے تحت تیار کئے گئے کتابچہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے درس وتدریس کا کام انجام دیں۔ دستور ہند کے دیباچہ میں بتائے گئے عملی اقدار، روئے، استعدلالی غور وفکر کے حامل شہری کی طرح فروغ پانے کے لیے ایک معلم کی حیثیت سے ہماری جانب سے پوری پوری کوششیں ہونی چاہئے۔ اس کتابچہ میں موجود نکات سے آپ کو کچھ حد تک رہنمائی مل سکتی ہے۔ اسی تک محدود نہ ہوتے ہوئے اس کے علاوہ دوسرا زائد مواد جمع کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اقدار پر مبنی سماج کی تشکیل کے لیے ہماری یہ ادنیٰ کوشش چاہے ذرہ برابر ہی کیوں نہ ہو طلباء کے ذہنوں کو منور کرے گی۔ اس اعتماد کے ساتھ کوششیں کریں گے اور کامیابی حاصل کریں گے۔

ڈائرکٹر

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت، تلنگانہ حیدرآباد۔

مرتبین

شری سورنا وناٹک، کوآرڈینیٹر، ایس.سی.ای.آر.ٹی، حیدرآباد

شریمتی کے.آر.ٹی.ایل.جیوترمئی، لکچرر ایس.سی.ای.آر.ٹی، حیدرآباد۔

شری ٹی.وی.ایس.رمیش، کوآرڈینیٹر، ایس.سی.ای.آر.ٹی، حیدرآباد

شریمتی یو.بگما، تلگو پنڈت، ایس.سی.ای.آر.ٹی، حیدرآباد۔

شری سری نیواسولا رگھورام، معلم، پرائمری اسکول گرندھی سری، ضلع نیلور

شریمتی ونگاپوری سورنالتا، معلّمہ GHS، پاتاپٹنم، پولاورم، ضلع مغربی گوداوری

شری ایل.ایم.پرساد، معلم، GHS,CPL، امیرپیٹ، حیدرآباد

شریمتی آگوڈوری سرلماس، معلّمہ، GPS، چیرلاپلی، چتورضلع

شری بسیو لاپرتاپ، معلم، GPS، گما، چینتا، عادل آباد

شریمتی پی.مادھوی، تلگو پنڈت، بی.وی.بی.اے.آر.اسکول جوبلی ہلس، حیدرآباد

شری بلگم رام موہن، معلم، GPS، رویندراپور، مدھول، ضلع عادل آباد

شریمتی جی.سرالادیوی، معلّمہ، GPS، گنگاپور، محبوب نگر

شری نندی گاماکشورکمار، تلگو پنڈت GHS، اپاٹور، ضلع محبوب نگر

معاونین

شریمتی ڈاکٹر رمادیوی، لکچرر، ایس.سی.ای.آر.ٹی، حیدرآباد۔

شری وی.سرتھ بابو، تلگو پنڈت، سیتاپھل منڈی، حیدرآباد۔

شری ڈاکٹر ڈی.نریش بابو، تلگو پنڈت، GHS گوسپاڈو، ضلع کرنول۔

شری ڈی.چنیا، اسکول اسسٹنٹ، جگت گیری نگر، رنگاریڈی۔

شری آر.وٹھل شرما، معلم، ضلع کریم نگر۔

شری ڈاکٹر جی.وشنو پرساد، اسکول اسسٹنٹ، ضلع کرشنا۔

شری کے.شومیشور راؤ، معلم ضلع سریکاکلم۔

شری ڈی.چناراؤ، تلگو پنڈت، ضلع وجیانگرم۔

شری اے.سری نیواس راؤ، اسکول اسسٹنٹ، ضلع وجیانگرم۔

ایڈیٹر اینڈ کوآرڈینیٹر

جناب محمد افتخار الدین شاؔد، ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت، تلنگانہ، حیدرآباد۔

مشیر

جناب ڈاکٹر این اوپیندر ریڈی، پروفیسر وصدر شعبہ نصاب ودرسی کتب، ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت، تلنگانہ حیدرآباد

مشیر اعلیٰ

جناب جی.گوپال ریڈی

سابق ڈائرکٹر،

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت، تلنگانہ، حیدرآباد۔

جناب ایس جگناتھ ریڈی

ڈائرکٹر،

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت، تلنگانہ، حیدرآباد۔

اسمائے مترجمین و مرتبین

جنابِ محمد عبدالمتین، گزیٹیڈ ہیڈ ماسٹر،
ضلع پریشد چوٹا پلی، ضلع نظام آباد۔

جنابِ محمد ظہیر الدین، اسکول اسسٹنٹ،
ضلع پریشد ہائی اسکول، آرمور، ضلع نظام آباد۔

جنابِ محمد عبدالمعز، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ ہائی اسکول، سواران، ضلع کریم نگر۔

جنابِ محمد یٰسین شریف، گزیٹیڈ ہیڈ ماسٹر،
نلی کودور، ضلع ورنگل۔

جنابِ محمد مظفر اللہ خان، اسکول اسسٹنٹ (اردو)
گورنمنٹ ہائی اسکول درگماں گڈہ، ضلع کریم نگر۔

جنابِ محمد سرور، اسکول اسسٹنٹ،
گورنمنٹ ہائی اسکول مکرم پورہ، ضلع کریم نگر۔

جنابِ عطا الرحمٰن، اسکول اسسٹنٹ
ایم پی یو پی ایس، جنارم، ضلع عادل آباد۔

جنابِ خورشید علی ہاشمی، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ گزیٹیڈ ہائی اسکول نمبر 1، ضلع عادل آباد۔

جنابِ محمد علیم الدین، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد ہائی اسکول، پٹلور، ضلع رنگا ریڈی۔

جنابِ عبدالروف، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد ہائی اسکول (ذکور) اوٹکور، ضلع محبوب نگر۔

جنابِ محمد نذیر احمد، موظف لکچرر
ایس سی ای آر ٹی حیدرآباد۔

ڈاکٹر محمد عبدالقدیر، اسکول اسسٹنٹ،
ضلع پریشد ہائی اسکول، بوتھ، ضلع عادل آباد۔

جنابِ فضل احمد اشرفی، معلم اردو
گورنمنٹ بوائس ہائی اسکول، کوٹلہ عالیجاہ، حیدرآباد۔

جنابِ محمد عبدالرحمٰن شریف، معلم اردو
گورنمنٹ ہائی اسکول، پولیس لائن ضلع محبوب نگر۔

جنابِ محمد حمید خان، معلم اردو
جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد۔

جنابِ خواجہ مخدوم محی الدین، اسکول اسسٹنٹ،
ضلع پریشد ہائی اسکول، راما گندم، ضلع کریم نگر۔

جنابِ انصار اللہ، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ ہائی اسکول، اسریٰ کالونی، نرمل، ضلع عادل آباد۔

جنابِ محمد ایوب احمد، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد ہائی اسکول (اردو)، آتماکور، ضلع محبوب نگر۔

جنابِ ارشد محمد، ایس آر جی.
ایم پی پی ایس، بیلما گڈہ، ضلع عادل آباد۔

جنابِ محمد اعجاز الدین، ایس جی ٹی
گورنمنٹ پرائمری اسکول، نیا بازار، ضلع کھمم۔

اساتذہ کے لیے ہدایتیں

- ''اقدار کی تعلیم - حیاتی مہارتیں'' کتابچے جماعت اول تا دہم ترتیب دی گئی ہیں یہ کتابیں بچوں کو ملحوظ رکھ کر تیار کی گئی ہیں۔یعنی اساتذہ ان کا استعمال تدریسی واکتسابی سرگرمیوں کے نظم اور بچوں کے خود اکتساب کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔
- ایک تعلیمی سال میں محکمہ تعلیمات کی جانب سے مضمون واری مختص کیے گئے پیریڈ کی تعداد کے مطابق جماعت واری اسباق کو شامل کیا گیا ہے۔
- جماعت ششم تا جماعت دہم ہفتہ میں 48 پیریڈ ہوتے ہیں۔ان میں ہر مضمون کے تحت پیریڈ کی تقسیم حسب ذیل ہوگی۔

زبان اول	-	6 پیریڈ	سماجی علم	-	6 پیریڈ
زبان دوم	-	3 پیریڈ	اقدار کی تعلیم -		2 پیریڈ
زبان سوم	-	6 پیریڈ	صحت وجسمانی تعلیم	-	3 پیریڈ
ریاضی	-	8 پیریڈ	فنون وثقافتی تعلیم	-	3 پیریڈ
فزیکل سائنس	-	4 پیریڈ	کام،کمپیوٹر کی تعلیم	-	3 پیریڈ
حیاتیات	-	4 پیریڈ	جملہ	-	48 پیریڈ

- اقدار کی تعلیم حیاتی مہارتوں کے تحت تدریسی واکتسابی سرگرمیوں کے نظام کے لیے تحتانوی سطح پر ہفتہ میں ایک پیریڈ،فوقانوی سطح کے لیے ہفتہ میں دو پیریڈ ہیں اور اسی مناسبت سے اسباق ترتیب دیے گئے ہیں۔
- تحتانوی سطح پر 12 اہم اقدار کی بنیاد پر 12 اسباق شامل کئے گئے ہیں۔اسی طرح فوقانوی سطح پر 18 اہم اقدار کی بنیاد پر 18 اسباق شامل کیے گئے ہیں۔
- ان کے علاوہ اقدار کے فروغ میں معاون نظموں،کہانیوں،گیتوں،نغموں کو زائد طور پر شامل کیا گیا ہے۔جماعت سے سوم سے ممتاز شخصیتوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔
- ایک سبق میں مضمون کی ترتیب حسب ذیل ہوگی۔

☆سبق کا نام ☆اہم قدر ☆ذیلی قدر ☆متوقع نتائج/مقاصد ☆تمہید/مضمون/واقعات/بیانیے ☆مشقیں-سوچنا-ردعمل ظاہر کرنا : جماعت کا مشغلہ گروہی کام:عمل کرنا-تجربہ بیان کرنا ☆قول

- اقدار کی تعلیم اور حیاتی مہارتوں سے تعلق رکھنے والے نکات خاص طور پر مباحثہ کے لیے ہیں۔ان پر عمل کرتے ہوئے تجربات کے تبادلہ خیال کو اہمیت دی گئی ہے۔لہٰذا جہاں تک ہو سکے انہیں لکھانے کی کوشش نہ کی جائے۔
- سوچنا-ردعمل ظاہر کرنا: کے تحت دیے گئے سوالوں کے ذریعہ کمرہ جماعت میں مباحثہ کا اہتمام کریں۔مابعد کمرہ جماعت کا مشغلہ-گروہی کام کروائیں اسی طرح عمل کیجیے-تجربات بیان کیجیے کے تحت دیے گئے امور پر عمل آوری کرواتے ہوے بچوں سے ان کے تجربات اور احساسات بیان کروائیں۔
- دیگر مضامین کی طرح اقدار کی تعلیم-حیاتی مہارتیں کی بھی جانچ کی جاے۔ان کی جانچ مجموعی جانچ کی طرح کی جاے۔یعنی ایک تعلیمی سال میں تین مرتبہ جانچ کرنی ہوگی۔اس کے لیے امتحانات منعقد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔بچوں کا مشاہدہ کرتے ہوے ان کے تجربات، اطلاق،چال چلن،اقدار وغیرہ کی بنیاد پر جانچ کی جاے۔
- ان کی جانچ 50 نشانات پر مشتمل ہوگی۔اقدار کی تعلیم-مہارتیں کی بنیاد پر بچوں میں تعلیمی معیار کو فروغ دیں وہ اس طرح ہیں۔

(1) اچھے اور برے کی تمیز کرنا، اچھے کردار کے حامل ہونا (2) دستوری اصولوں پر عمل کرنا (3) شخصی اقدار یعنی قوت برداشت، رحم دلی، یگانگت وغیرہ کے حامل ہونا (4) حیاتی مہارتوں کے حامل ہونا (5) اساتذہ، بزرگوں، سماج اور حکومت کے تئیں مناسب رویہ کے حامل ہونا (6) مذکورہ بالا تعلیمی معیار کا جائزہ متعلقہ اسباق سے لیا جا یا ان کے حصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اہم اقدار سے متعلق اسباق جماعت واری دئے گئے ہیں۔ ایک استعداد کے لیے 10 نشانات کے حساب سے 50 نشانات کے لیے جانچ منعقد کریں۔

- بچوں کی ترقی کا جائزہ لے کر گریڈنگ درج کریں۔

A1	-	91%
A2	-	71% - 90%
B1	-	51% - 70%
B2	-	41% - 50%
C	-	0% - 40%

- بچوں کی ترقی کی گریڈنگ درج کرتے وقت ان سے متعلق کیفیت بھی درج کریں۔
- تدریسی واکتسابی سرگرمیوں کے اہتمام کا طریقہ۔تحتانوی سطح

پہلا پیریڈ
- تمہید سے واقف کروائیں۔
- سبق سے متعلق مناظر یا حالات/ واقعات/ بیانئے کسی ایک سے پڑھوائیں یا کہلوائیں۔
- سوچیے۔ردعمل ظاہر کیجیے کے تحت دیے گئے سوالوں کی بنیاد پر کمرہ جماعت میں مباحثہ منعقد کریں۔

دوسرا پیریڈ
- جاننے سے متعلق مواد کے بارے میں بچوں کو بتلائیں یا کسی ایک سے پڑھوائیں۔ مباحثہ کے ذریعہ فہم پہنچائیں۔
- کمرہ جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام کے لیے بچوں کو گروہی طور پر تقسیم کریں۔ ہر گروپ کے کام کا مظاہرہ کروائیں۔
- عمل کیجیے۔تجربات بیان کیجیے سے متعلق امور پر عمل آوری گھر میں کرنے کے لیے کہیں۔

تیسرا پیریڈ
- کتاب کے آخر میں ضمیمہ کے تحت شامل کی گئیں کہانیوں/نغموں/نظموں/ احادیث/ممتاز شخصیتوں کے بارے میں بچوں سے کمرہ جماعت میں پڑھوائیں اور مباحثہ کے ذریعہ فہم پہنچائیں۔
- اس کے بعد عمل کیجیے۔تجربات بیان کیجیے سے متعلق ایک ایک طالب علم سے گفتگو کروائیں۔
- سبق کے آخر میں دیے گئے قول سے واقف کروائیں۔

- اسکولوں میں اقدار کی تعلیم، حیاتی مہارتیں کی کتابیں بچوں کو بھی دی جاسکتی ہیں۔ لائبریری پیریڈ یا ظہرانے کے درمیان بچوں کو مطالعہ کے لیے یہ کتابیں دی جاسکتی ہیں۔
- اقدار کی تعلیم ۔ حیاتی مہارتیں کے تحت دیے گئے مناظر یا حالات، واقعات، اقوال، نظمیں، احادیث، کہانیاں، ممتاز شخصیتوں سے متعلق مزید نکات حاصل کر کے بچوں کو واقف کرواسکتے ہیں اور ان کی بنیاد پر مباحثے، گروہی کام عمل کیجیے۔تجربات بیان کیجیے وغیرہ کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔
- اسکول کی لائبریری میں موجود کتابوں، میگزینوں اخباروں وغیرہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- طلبا کے لیے ہدایتیں بھی دی گئیں ہیں۔ ان ہدایتوں کو پہلے پیریڈ میں پڑھ کر سنائیں اور ان کے بارے میں سمجھائیں ان کے مطابق بچوں کو عمل کرنے والا بنائیں۔

طلبا کے لیے ہدایات

☆ پیارے بچو! ''اقداری تعلیم، حیاتی مہارتیں'' نامی یہ کتاب آپ ہی کے لیے مرتب کی گئی ہے۔

☆ ان میں موجود اسباق، نظمیں، کہانیاں، اقوال زرین، رہنماؤں سے متعلق آپ کے اساتذہ آپ کو بتلائیں گے یا پھر آپ خود پڑھیں، دوسروں کو بتائیں اور ان سے گفتگو کریں۔

☆ ہفتہ میں ایک دن اس کی تدریس کی جائے گی۔

☆ معلم کسی ایک عنوان کے پس منظر واقعہ کے عنوان کے مطابق طلباء میں کوئی ایک طالب علم پڑھنے کے بعد چند سوالات پوچھے گا، آپ ان سوالات کے جواب سوچ کر دیجئے اور بحث میں حصہ لیجئے۔

☆ کمرہ جماعت میں گروہی مشاغل کا انعقاد ہوگا۔ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشاغل میں حصہ لیجئے۔ اپنے گفتگو کردہ نکات کمرہ جماعت میں بیان کیجئے۔

☆ عنوان کے تحت آپ کو کام تفویض کئے جائیں گے، تفویض کردہ کام کیجئے۔

☆ اس کے بعد والے پیپر کو کیا کیا گیا؟ آپ کو کیسا محسوس ہوا؟ اس سے آپ نے کیا سیکھا؟ وغیرہ اور اپنے تجربات بیان کیجئے۔

☆ اس کے تحت زیادہ تر نکات انجام دینے اور بیان کرنے کیلئے رکھے گئے۔ ان کو لکھنے کی کوشش نہ کریں۔

☆ آپ کو معلوم کردہ/مباحث کردہ نکات کی بنیاد پر اخبارات/رسالوں کا مطالعہ کیجئے۔ ان کے ذریعہ جمع کردہ عنوانات، خبریں، اقوال زرین وغیرہ کو کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنائیں۔ اس کے بعد ان کو دیواری رسالہ پر چسپاں کریں۔

☆ ان نکات کی بھی جانچ ہوگی۔ لیکن ان کے امتحان ہوں گے۔ آپ کی ان سرگرمیوں میں شمولیت کیسی ہے؟

☆ آپ کا برتاؤ کیسا ہے؟ آپ میں کیا تبدیلی واقع ہوئی ہے؟ وغیرہ نکات کا آپ کے اساتذہ جائزہ لے کر نشانات دیں گے۔ اس کی بنیاد پر آپ کو گریڈ تک دی جائے گی۔

☆ اس طرح تعلیمی سال میں تین مرتبہ آپ کی جانچ ہوگی اور اندراج ہوگا۔ پہلا مجموعی، دوسرا مجموعی اور تیسرا مجموعی جانچ کے علاوہ آپ کی سرگرمیوں سے متعلق جائزہ لے کر آپ کی ترقی کا اندراج کیا جائے گا۔

☆ جماعت دہم کے میمو/سرٹیفکٹ میں بھی ان کی تفصیلات درج ہوں گی۔

☆ پکوان کتنا بہترین کیوں نہ ہو اس میں اگر ایک چٹکی نمک نہ ہو تو ذائقہ حاصل نہ ہوگا۔ اس طرح ہم چاہے کتنی بھی تعلیم حاصل کرلیں، کونسا بھی گریڈ حاصل کرلیں، اگر ہم میں ادب واحترام، قوت برداشت، حیا اور امتیاز نہ ہو تو ہماری قدر نہ ہوگی۔ لہٰذا اقداری تعلیم، حیاتیاتی تعلیم کے اسباق کے ذریعہ آپ ترقی حاصل کریں۔

فہرست مضامین

سلسلہ نشان	مشق کا نام	صفحہ نمبر
1.	پنجرے میں طوطا	1 - 3
2.	لالچ	4 - 6
3.	دوستی	7 - 9
4.	آپس میں بانٹ لیں گے	10 - 13
5.	پن مل گیا	14 - 17
6.	بچت	18 - 19
7.	دانتوں کی صفائی	20 - 22
8.	لباس	23 - 25
9.	درخت ہمارے دوست	26 - 29
10.	منظّم انداز	30 - 32
11.	سب ایک ہیں	33 - 35
12.	زمین والوں پر رحم، مہربانی	36 - 38

ضمیمه

1۔	حمد	40 - 41
2۔	احادیث	42 - 44
3۔	نظمیں/غزلیں	45 - 48
3۔	کہانیاں	49 - 65

1 پنجرے میں طوطا

I۔ اہم قدر

آزادی

II۔ ذیلی قدر

تمام جاندار آزاد رہیں۔

جانیں گے!

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

☆ ماحول میں پائے جانے والے پرندے، حشرات وغیرہ کو قید نہ کریں۔ آ گہی

☆ ہمارے ماحول میں پائے جانے والے چرندے و پرند و دیگر جانداروں کو آزاد رکھنا۔ آ گہی

IV. تمہید

دنیا میں ہر جاندار آزادی چاہتا ہے۔ ہمارے اطراف نظر آنے والے پرندے، جانور ہماری کافی مدد کرتے ہیں۔ ہمارے اطراف پائے جانے والے تمام جاندار اپنی پسند سے زندگی گذارتے۔ انہیں قید نہ کیا جائے۔ ان سے صلہ رحمی کی جائے۔ جانور اور پرندے ہمارے طرح بات نہیں کر پاتے۔ لیکن انہیں بھی ہماری طرح جان ہوتی ہے۔ وہ بھی تکلیف کا احساس رکھتے ہیں۔ ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم تمام جانداروں کی آزادی کی اہمیت کو جانیں۔

درج ذیل کہانی بولئے۔فہم پہنچایئے

تمام بچے باغ میں کھیل رہے تھے۔ ریحان کو ایک طوطا ملا۔ریحان اسے پالنا چاہا۔اسے گھر لے گیا اور ایک پنجرہ میں رکھا۔اس بات کا علم ریحان کے امی کو ہوا امی نے کہا ریحان! تم یہ طوطا کہوں پکڑ لائے اور اسے اس طرح پنجرہ میں کیوں بند کئے اسے چھوڑ دو! ریحان نے کہا مجھے طوطا بہت پسند ہے۔میں اس طوطے کو پالوں گا۔اسے میں نہیں چھوڑ ونگا۔طوطے کے پنجرہ میں دانا۔پانی وغیرہ ڈال دیا۔لیکن وہ طوطا اُسے چھونا بھی پسند نہیں کیا اور دکھی ہو کر پنجرہ میں ایک جانب خاموش بیٹھا رہا۔اگلی صبح ریحان پھر اس طوطے کو دانا وغیرہ کھلانا چاہا۔لیکن وہ طوطا اسی طرح بیٹھا رہا تھوڑی دیر بعد ریحان سوگیا۔ریحان کے ماں باپ کو کسی کام کے سلسلے میں بازار جانا پڑا انہوں نے ریحان کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور گھر کو باہر سے تالا لگا کر چل دیئے۔کچھ دیر بعد ریحان جاگا اور جب گھر سے باہر نکلنا چاہا تو دیکھا باہر سے تالا لگا ہوا ہے وہ پریشان ہوگیا اور اسے رونا آ گیا وہ ادھر ادھر کمرے میں گھومتا رہا پھر وہ دکھی ہو کر ایک جانب بیٹھ گیا کچھ دیر بعد اس کے ماں باپ بازار سے واپس آئے۔انہیں دیکھتے ہی ریحان رو پڑا اور کہنے لگا مجھے اکیلا چھوڑ کر بازار کیوں چلے گئے؟ مجھے ڈر لگ رہا تھا مجھے بھی لگ رہی تھی۔ماں نے کہا کھانے پینے کی تمام اشیا تو رکھی ہوئی تھی پھر کیوں نہیں کھایا؟ کھالینا تھا! سب کچھ رہنے کے باوجود بھی مجھے اچھا نہیں لگا آپ لوگ نہیں تھے اس لئے مجھے دکھ ہوا۔کھانے کا دل نہیں چاہا ریحان نے جواب دیا۔تمہیں اس طرح تمہارے ہی گھر میں بند کردینے پر تمہیں اتنی تکلیف ہوئی کھانے کیلئے دل نہیں چاہا تمہیں زبان ہے تم بول سکتے ہو اس لئے تم اپنا دکھ مجھے بتا سکتے ہوں۔ذرا اس طوطے کو دیکھو کل سے اسے پنجرہ میں قید کررکھا ہے۔اسے بھی اسی طرح کی تکلیف ہو رہی ہوگی ہے نا! امی نے کہا! ریحان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے فوری پنجرہ کھول دیا۔طوطا پھرے پنجرہ سے اڑ گیا۔اس طرح طوطے کو اڑتا دیکھ کر ریحان نے خوشی سے تالیاں بجائی۔

VI۔ (i) سوچنا۔ردعمل ظاہر کرنا۔

☆ درج ذیل سوالات کے جوابات تمام بچوں سے کہلوائیں۔

1۔ اس کہانی سے آپ نے کیا جانا؟ آپ کو کیا محسوس ہوا۔

2۔ ریحان طوطے کو پنجرہ میں بند کیا! اس طرح کا عمل کرنا؟ نہیں کرنا؟ کیوں

3۔ کیا پرندوں اور جانوروں کو بھی تکلیف کا احساس ہوتا ہیں؟ ہمارے کس عمل سے انہیں تکلیف پہنچتی ہے۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

☆ درج ذیل جملوں کو پڑھ کر سنائے۔ ہاں نہیں تمام بچوں سے کہلوائیں۔ان کے خیالات پر گفتگو کریں۔

1۔ میں کبھی بھی پرندوں کو قید نہیں کرونگا انہیں تکلیف نہیں دونگا۔ ہاں نہیں

2۔ اگر کوئی بھی پرندوں اور جانورں پر تشدد کرے تو یہ عمل غلط ہے ہاں نہیں

3- تمام جاندار آزادی پسند کرتے ہیں لہٰذا میں ان کی آزادی میں حائل نہیں ہوں گا۔ ہاں نہیں

4- پرندوں کو دانا پانی ڈالوں گا ہاں نہیں

(ہر ایک سے ہاں نہیں کہلوانے کے بعد پرندوں اور جانوروں کو تکلیف نہیں دونگا ان کی آزادی پسند کرونگا اس طرح کا فہم پہنچائیں)

(ج) عمل کرنا-تجربات بیان کرنا

اپنے اطراف و اکناف میں پرندوں اور جانوروں کو انہیں آزادانہ طور پر زندگی گزارنے نہ دیتے ہوئے انہیں کس طرح روکا جارہا ہے۔غور کیجیے۔

قول

یہ زمین تمام جانداروں کے لئے ہے اس پر ہر ایک کو آزادی کے ساتھ رہنے کا حق حاصل ہے۔

2 لالچ

I۔ اہم قدر

II۔ ذیلی قدر

لالچ نہ رکھتے ہوئے سکون سے جینا

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

- ☆ لالچ نہ ہو تو خوش رہ سکتے ہیں، فہم پہنچانا۔
- ☆ ناامیدی کے بغیر حاصل کردہ سکون۔
- ☆ سکون سے زندگی گذارنے کو اپنی عادت بنالینے کی طلباء کو ترغیب دینا۔

IV. تمہید

ہمارا یہ خام خیال ہے کہ ہمارے پاس جتنی زیادہ دولت ہوں گی اتنی ہی زیادہ اشیاء خرید کر ہم خوش رہ سکتے ہیں۔لیکن دولت اور اشیاء حاصل کر کے ہی خوشی نہیں پایا جاسکتا۔خوش رہنے کے لئے سکون کی ضرورت ہوتی ہے۔لالچ' دوسروں کی آستائش کو دیکھ کر ان تمام کو حاصل کرنے کی خواہش ہی دکھوں کے لئے راستہ بناتی ہے۔انسان کے لئے امید رکھنا بری بات نہیں لیکن حد سے زیادہ امید ہمارے لئے اچھی نہیں ہوتی۔ ہمیں اس سے صرف دھوکہ ہی ملے گا۔

درج ذیل کہانی بولئے۔فہم پہنچایئے

ایک گاؤں میں سبیا اور شیویا نامی دو بھائی رہا کرتے تھے۔ان کے والد مرتے وقت انہیں اپنی جائیداد کے ساتھ ساتھ بطخیں بھی مساوی طور پر بانٹ کردی اور کہا کہ ان کے ساتھ وہ آرام کی زندگی گذارے۔وہ دونوں اپنی اپنی بیوی کے ساتھ علحدہ علحدہ مکان میں رہنے لگیں۔ان کے حصہ میں آئی ہوئی بطخوں میں ایک ایک سونے کا انڈا دینے والی بطخیں بھی تھیں۔سبیا کی بیوی اس بطخ کے سونے کا انڈا دینے پر بہت خوش ہوئی۔وہ سب سے زیادہ دولت مند بننے کی فکر میں لگ گئی مگر وہ بطخ روزانہ صرف ایک ہی انڈا دیتی تھی۔اس طرح شیویا کی بیوی بھی روز آنہ ایک سونے کا انڈا جمع کرتی رہی۔

سبیا کی بیوی کی لالچ اور بڑھ گئی۔یہ بطخ روزانہ ایک انڈا دیتی ہے وہ سوچی کے اس بطخ کے پیٹ میں بہت سارے سونے کے انڈے ہوں گے روآنہ ایک انڈا دینے کا انتظار کیوں کیا جائے؟ بطخ کو مارکر ایک ہی ساتھ تمام انڈے کیوں نہ نکالئے جائیں؟اس غرض سے اس نے بطخ کو مارڈالا اور تمام انڈے ایک ساتھ حاصل کرنا چاہی۔لیکن افسوس کے بطخ کے پیٹ میں ایک بھی سونے کا انڈا نہیں نکلا۔یہاں تک کے ایک بھی معمولی انڈا بھی نہیں نکلا۔اس کی لالچ اسے لے ڈوبی وہ رونے لگی یہ کہتے ہوئے کہ میں نے بطخ کو کیوں مارڈالا۔

شیویا کی بیوی روزانہ ایک سونے کا انڈا جمع کرتے ہوئے وہ کافی مالدار ہوگئے۔

VI۔ (i)سوچنا۔ردعمل ظاہر کرنا۔

☆ **درج ذیل سوالات کے جوابات تمام بچوں سے کہلوائیں۔**

1۔ اس کہانی میں کون لالچی ہے۔لالچ کی وجہ سے کیا ہوا؟

2۔ شیویا کی بیوی لالچی نہ بننے کی وجہ سے کیا ہوا؟

3۔ لالچی بننے سے کیا ہوگا؟

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

نظم

نوٹ:۔اس نظم کو۔۔۔۔۔

(ج) عمل کرنا-تجربات بیان کرنا

آپ کے قریبی لوگوں میں کون لالچی ہے شناخت کر کے بتائیے۔

قول

لالچ بُری بلا ہے۔

3 دوستی

I۔ اہم قدر

کردار سازی

II۔ ذیلی قدر

دوستی کی اہمیت

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

☆ دوستی ایک عظیم جذبہ ہے جانیں گے؟

☆ ساتھیوں کے ساتھ مل جل کر رہنا سیکھیں گے!

IV. تمہید

دوستی کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ دوستی سے حاصل ہونے والے فوائد انیک ہیں۔ رنگ، روپ وغیرہ کبھی دوستی میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ دوستی کے جذبہ کی قدر کرتے وئے ہر ایک کے ساتھ دوستانہ برتاؤ رکھیں۔ دوستی سے ہر ایک کو فائدہ حاصل ہونا چاہئے۔ زیادہ سے زیادہ دوست بنائے جانے چاہئے غرور و تکبر میں کم عقلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوستی کے جذبہ کی قدر میں کمی واقع نہ کریں۔ دوستی سے حاصل ہونے والی بھلائی سے متعلق کہانی سنیں گے!

V۔ کہانی

ایک تالاب میں ایک بطخ اپنے بچہ کے ساتھ رہتی تھی۔کنارے پر موجود درخت پر ایک کوا رہتا تھا۔اس درخت کے سوراخ میں ایک بچھو بھی رہتا تھا۔تینوں میں بہت گہری دوستی تھی۔بطخ کوا اور بچھو روزانہ کئی چیزوں کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ہر کوئی ایک دوسرے اپنا دکھ درد بیان کرتا تھا اور ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے۔اچھی طرح مل جل کر رہتے تھے۔لیکن بطخ کے بچہ کو یہ سب پسند نہیں تھا۔

امی! ہم کتنے خوبصورت ہیں۔ ہمارا وہ کالے کوے اور بچھو سے کیا میل ہمیں ان کی دوستی نہیں چاہئے بطخ کے بچہ نے کہا! ماں نے جواب دیا دوستی شکل وصورت دیکھ کر نہیں کرتے بیٹا! صاف دل اور اچھی سیرت دیکھ کر دوستی کی جاتی ہے۔ وہ اسی طرح رہنے لگے۔ایک دن ایک شکاری اس تالاب کے قریب آیا اور بطخ کے بچہ کو اکیلا پا کر پکڑلیا اور پنجرہ میں قید کر کے لے جانے لگا بطخ کا بچہ بہت ڈر گیا اور زور کی چیخ لگائی ''بچاؤ بچاؤ'' یہ سنتے ہی بچھو کوا اور بطخ اسے بچانے کی ترکیب سوچے۔

بچھو تیزی سے رینگتا ہوا گیا اور اس شکاری کے پیر کو ڈنک مارا۔جس کی وجہ سے شکاری کو تکلیف ہوئی اس نے پنجرہ چھوڑ دیا اور ''آہ'' کی چیخ لگائی۔اتنے میں کوا اس پنجرہ کے پاس پہنچا اور پنجرہ کھول دیا۔بطخ کا بچہ فوری پنجرہ سے باہر نکلا اور تالاب میں پہنچ گیا۔

دیکھے بیٹا! کوا اور بچھو کتنے اچھے ہیں۔انہیں کی وجہ سے آج تم آزاد ہوا۔ماں نے کہا۔اس طرح بطخ کے بچہ کو پتہ چلا کہ مل جل کر رہنے سے کیا ہوتا ہے۔اسی لئے ہر ایک کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھنا چاہئے۔

VI۔ (i) سوچنا۔ردعمل ظاہر کرنا۔

☆ درج ذیل سوالات کے جوابات تمام بچوں سے کہلوائیں۔

1۔بطخ کو دوست نہ ہوتے تب کیا ہوتا تھا؟

2۔آپ اپنی جماعت میں کس کس سے دوستی کئے ہیں؟ کیوں؟

3۔آپ اپنے دوست کی کبھی مدد کئے ہیں۔

4۔اگر دوست نہ ہو تو کیسا لگے گا؟

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

☆ آپ کے دوستوں کے نام بتائیے۔ان کی کونسی بات آپ کو پسند ہے بولئے؟

(ج) عمل کرنا-تجربات بیان کرنا

☆ ''دوستی ایک عظیم جذبہ ہے'' ظاہر کرنے والی کہانی،نظم لے آیئے اور جماعت میں سنایئے؟

گیت

قول

دوستی سے خوشی بڑھتی ہے۔دکھ درد کم ہوتا ہے اچھے دوست کا ملنا خوش نصیبی ہوتی ہے۔ہر کوئی دوستانہ تعلقات بنائے رکھیں۔

4 آپس میں بانٹ لیں گے

I۔ اہم قدر

حیاتی مہارتیں

II۔ ذیلی قدر

آپس میں بانٹ لینے سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔
جانیں گے

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

☆ آپس میں بانٹ لینے سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔
☆ دوسروں کی مدد کرنا جیسی اچھی صفت کو فروغ دینا سیکھیں گے۔

IV. تمہید

سماج میں سارے انسان مل جل کر زندگی گذارتے ہیں۔ اپنے ضروریات کی تکمیل کیلئے ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ دوسروں کو ضرورت کی چیزیں ہم دیتے رہتے ہیں۔ ہماری ضرورت کی چیزیں دوسروں سے لیتے ہیں۔ اس سبق کا مقصد یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے خوشی و غم آپس میں بانٹ لینے سے خوش و خرم رہ سکتے ہیں۔

V۔ کہانی

جماعت دوم میں انیل اور سنیل نامی دو طالب علم تھے ۔ انیل میں ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اپنے پاس کی چیزیں دوسروں کو دیا کرتا تھا۔ اپنی ضرورت کے تحت دوسروں کی چیزیں بھی لیتا تھا۔ سنیل اسکے برخلاف تھا۔ اپنی چیزیں دوسروں کو چھونے تک نہیں دیتا تھا۔ ایک روز کمرہ جماعت میں ٹیچر نے تصاویر اتارنے کے لئے کہا سنیل کا رنگین پنسل باکس غائب تھا۔ دوسرے بچے اپنے پاس موجود چیزوں کو ایک دوسرے کو دیکر تصاویر اتار چکے تھے ۔ ان کے دیکھ کر سنیل نے رونا شروع کیا سنیل کو روتا دیکھ کر ٹیچر نے کہا کہ کوئی سنیل کی مدد کیجئے انیل اور دوسرے دوست اپنے پاس موجود چیزیں سنیل کو دیکھ کر تصاویر اتارنے میں سنیل کی مدد کئے ۔ سنیل بہت خوش ہوا۔ اسی وقت ٹیچر نے سنیل سے کہا اپنے پاس موجود چیزیں ایک دوسروں کو دیکر وقت پر اپنا کام پورا کرسکتے ہیں اس وقت سے سنیل کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اس طرح اپنے پاس موجود چیزیں دوسروں کو دینا سیکھ لیا۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

☆ **درج ذیل سوالات کے جوابات تمام بچوں سے کہلوائیں۔**

1 ۔ بچو! اس کہانی سے آپ نے کیا سیکھا؟

2 ۔ سنیل کو کیسے پتہ چلا کہ آپس میں بانٹ لینے میں ہی خوشی ہے؟

3 ۔ کیا آپ اپنی چیزیں دوسروں کو دیا ہے؟

4 ۔ ایک دوسرے کی مدد کیوں کرنا چاہئے۔

5 ۔ آپس میں، ایک دوسرے میں بانٹ لینے کے کیا فائدے ہیں۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔ گروہی کام

☆ ذیل میں دی گئی باتوں پر عمل کر رہے ہوں تو ہاں نہیں کر رہے ہوں نا میں کہئیے۔

سلسلہ نشان		ہاں	نہیں
1۔	مجھے آپ بے حد پسند ہے۔ میرے والد نے مجھے ایک آم دیا لیکن آم میں اپنی بہن کو بھی دونگا		
2۔	میرے دوستوں کو ہوم ورک کرنے میں مشکل پیش آئے تو میں ان کی مدد کرونگا		
3۔	کھاتے وقت میرے کھانے میں میرے دوستوں کو بھی شامل کرونگا۔		
4۔	ضرورت پڑنے پر ہم ایک دوسرے کی مدد کرینگے۔		
5۔	میرا دوست اگر کتاب بھول کر آئے تو میری کتاب اس کو دونگا		
6۔	گھر کے کام میں میری ماں کی مدد کرونگا		
7۔	میرے والد کا حکم مانوگا		
8۔	مجھے دیئے چاکلیٹس میں باجی بہن بھائی سب کو دونگا۔		

نوٹ: اوپر کی باتیں طلباء کو پڑھ کر سنائیے اس میں کتنے طلباء ''ہاں'' میں جواب دیئے کتنے نہیں میں جواب دیئے تختہ سیاہ پر لکھے اس پر مزید سوالات کرتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

(ج) عمل کرنا۔ تجربات بیان کرنا

☆ اس ہفتہ کے دوران کیا آپ نے کسی کی مدد کی ہے؟ کس طرح کی مدد کرے ہیں بتائیے۔

V۔ کہانی

رنگاناتھ پورم میں ایک بڑا تالاب تھا۔اس کے باندھ پر ببل کے درخت تھے ان میں ایک درخت پر کوے کا گھونسلہ تھا جس میں وہ رہا کرتا تھا۔دوسرے درخت پر چڑیا کا گھونسلہ تھا۔ایک بار اس علاقے میں بہت بڑا طوفان آیا طوفانی ہواؤں سے چڑیا کا گھونسلہ ٹوٹ گیا۔ چڑیا کے بچے سردی سے کانپ رہے تھے۔ چڑیا اپنے بچوں کو سردی سے بچانے کی غرض سے کوے کے گھونسلے کے پاس پہنچ کر خواہش ظاہر کی کہ بارش تھمنے تک میرے بچوں کو گھونسلے میں رہنے دیں۔اس پر کوے نے کہا ارے میرا گھونسلہ خالی نہیں ہے نا۔کہہ کر چڑیا کو واپس بھیج دیا۔ چڑیا اس وقت کچھ نہیں کر سکتی تھی اس طرح وقت گذر گیا۔طوفان ختم ہونیکے بعد چڑیا نے دوسرا گھونسلہ بنایا۔اور سکون سے رہنے لگی۔

ایک بار تیز ہواؤں گرج چمک کے ساتھ بارش ہوئی کوئے کا گھونسلہ ٹوٹ گیا۔اس وقت کوے نے مجبور ہوکر چڑیا کے گھونسلے کے پاس آیا۔ چڑیا سے مدد چاہی۔ چڑیا تھنڈے دل سے کوے کے بچوں کو سہارا دیا۔اپنے گھونسلے میں موجود کھانے کی چیزیں کوے کے بچوں کو دی ان کی بھوک مٹائی۔اس طرح کوے نے چڑیا کی رحم لی دیکھ کر شرمسار ہوگیا اس کے وہ باد یاد آئی جب اس نے چڑیا کے بچوں کو جگہ دینے سے انکار کیا تھا۔

دوسروں کی مصیبت کے وقت تھنڈے دل سے مدد کرنا چاہئے۔ہم یہ جانیں کہ ہم کسی کی مدد کریں تو ہمارے مصیبت کے وقت دوسرے ہماری مدد کریں گے۔

طلباء کے مشاغل

عید و دیگر تقاریب دوسروں کے ساتھ مل کر منانا چاہئے دوستوں کے ساتھ ملک کر کھیلنا چاہئے کھانے کی چیزیں سب ملکر کھانا چاہئے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہئے۔

قول

اچھائی کو جتنا بانٹو گے بڑھتی ہی جائیگی۔

5 پن مل گیا!

ا۔ اہم قدر
ذمہ داری نبھانا

II ۔ ذیلی قدر
☆ اپنے چیزوں کی حفاظت کر لینا
☆ دوسروں کے چیزوں کی حفاظت کرنا

III۔متوقع نتائج / مقاصد:
☆ اپنی اپنی اشیاء، سامان کا استعمال اور حفاظت کرنا سیکھیں گے۔
☆ جب کبھی بھی کسی کی چیز ملی ہو اس کو ان کے حوالے کر دینا اپنی ذمہ داری سمجھیں گے۔

IV. تمہید
ہم جو ہمہ اقسام کی چیزیں روزانہ استعمال کرتے ہیں ان کی حفاظت سے رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ کسی چیز کو ناکارہ بنا کر بار بار پھر اسی چیز کو خریدنے کے بجائے دوسری نئی چیزیں خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں جب کسی کی چیز مل گئی ہو اس کو حفاظت کے ساتھ جس کسی کی ہو اس کو دینا چاہیے۔
اسی طرح اپنی لاپرواہی سے کارتیک کی جو چیز گم ہو گئی تھی اس کو روی کو ملنے پر روی نے کارتیک کے حوالے کیا تھا ہم اس کہانی میں پڑھیں گے۔

V۔ کہانی

اُس روز کارتیک کی سالگرہ تھی کارتیک کی ماں اس کو علی الصبح اٹھایا نہانے کے بعد نئے کپڑے پہننے کو کہا۔ کارتیک نئے کپڑے پہن کر اپنے ماں باپ کو سلام کیا۔ کارتیک کے والد نے سالگرہ کے تحفہ کے طور پر کارتیک کو پن (Pen) دیا۔ پن بہت اچھا تھا۔ کارتیک کو پن بہت پسند آیا۔ اس نے پن کو اپنے ہم جماعت طلباء کو دکھانے کے لئے مدرسہ لیکر گیا اپنے دوستوں میں چاکلیٹیں تقسیم کرنے کے بعد پن کو تمام دوستوں کو دکھایا۔ اس کے سب دوستوں کو پن بہت پسند آیا۔

اتنے میں انٹرویل کی گھنٹی بجی تمام بچے باہر نکل آئے کارتیک بھی سب کے ساتھ باہر آ کر کھیلنے لگا۔ پھر گھنٹی بجتے ہی سب بچے کلاسوں میں چلے گئے ۔ کارتیک نے جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب میں پن نہیں تھا۔ وہ بہت زیادہ پریشان ہو گیا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کارتیک کے رونے کو دیکھ کر اس کے ساتھی ٹیچر سے اجازت لیکر مدرسہ کے گراؤنڈ میں پن تلاش کیا لیکن پن نہیں ملا۔ کاریک روتے ہوئے گھر کو پہنچا۔ اپنے ماں باپ کو بھی واقف کرایا۔ اس کے والدین نے کہا کہ کوئی بھی چیز ہو اس کو حفاظت سے رکھنا چاہئے ۔تمہاری لا پرواہی اچھی نہیں والدین نے ڈانٹا کارتیک جب رات میں سو گیا تو خواب میں بھی اس کو پن نظر آیا۔ دوسرے روز مدرسہ کے (Prayer) میں کارتیک حاضر تھا۔ دعا کے بعد صدر مدرس نے اپنے ہاتھ میں ایک پن لئے کہہ رہے تھے کل کسی کا پن کھو گیا کیا؟ یہ پن جماعت اول کے طالب علم روی کو گھر جاتے وقت مدرسے کے گراؤنڈ میں ملا تھا۔ یہ سن کر کارتیک کی خوشی کی انتہا نہ رہی صدر مدرس صاحب کے پاس جا کر پن حاصل کرلیا۔ روی جو اس کے پاس میں ٹھہرا تھا اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چاکلیٹ بھی دیا۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

☆ درج ذیل سوالات کے جوابات تمام بچوں سے کہلوائیں۔

1۔ اس کہانی سے آپ نے کیا سمجھا

2۔ کیا کبھی آپ کی پسندیدہ چیز کھو گئی؟ اس وقت آپ کے احساسات کیا تھے؟

3۔گمشدہ چیز ملنے پر کارتیک نے کیا محسوس کیا ہوگا؟

4۔کیا روی نے ٹھیک کیا؟ آپ ہوتے تو کیا کرتے؟

5۔ہم ہمارے چیزوں کی حفاظت کیوں کرنا چاہئے؟

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

☆ **مندرجہ ذیل میں سے آپ کیا کیا کر رہے بتایئے۔اب آپ کیا کیا کرنا سیکھیں گے۔**

1۔ مدرسہ جانے سے قبل، پہلے۔گھر جاتے وقت کتابیں پنسل ربر بیاگ میں موجود ہیں یا نہیں دیکھ لوں گا۔

2۔ کھیلنے کے بعد تمام چیزیں الماری میں حفاظت سے رکھوں گا۔

3۔ گھر میں جو چیز جہاں سے نکالی گئی تھی اس کو اسی جگہ پر رکھوں گا۔

4۔ دوسروں سے جب کوئی چیز لونگا اس کو حفاظت سے ان کو واپس کرونگا۔

5۔ اجازت کے بغیر دوسری کی چیز نہیں لونگا۔

6۔ کوئی چیز جو مجھے ملی ہو جس کسی کی بھی اس کو دے دونگا۔

نوٹ: مندرجہ بالا نکات طلباء کو پڑھ کر سنایئے۔کتنے طلباء ہاں، نا میں جواب دیئے ہوں ان کو تختہ سیاہ پر لکھیئے۔مزید سوالات کے ذریعہ چیزوں کی حفاظت کیوں ضروری ہے واقف کرائیے۔

(ج) عمل کرنا۔تجربات بیان کرنا

☆ بچو! آپ کن کن چیزوں کو حفاظت سے رکھتے ہیں کس طرح حفاظت کرتے ہیں بتایئے۔

v۔ کہانی

ہیمنت ۔ دہیمنت دوست تھے بہت اچھے لڑکے تھے ہیمنت پڑھائی میں بہت اچھا تھا۔ دہیمنت میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ اس میں دوسری خوبیاں بھی تھیں۔ ہیمنت کے والد بہت بڑے آفسر تھے ۔ دہیمنت کے والد کو چھوٹی سی نوکری تھی ۔ ان دونوں کے رہن سہن میں بھی کافی فرق تھا۔

ہیمنت کے گھر میں ساری سہولتیں تھیں ساری سہولتیں ہونے کے باوجود گھر میں کوئی بھی چیز سے سلیقے سے رکھی ہوئی نہیں تھی ۔ ہیمنت بھی اسکول سے آکر ہوم ورک کرتا تھا لیکن کاپیاں کتابیں جہاں کی وہیں چھوڑ دیتا تھا۔ وہ اسکول کو جاتے وقت تمام کتابیں کاپیاں سمیٹتا ایک بیاگ میں ڈال لیتا۔

دہیمنت کا چھوٹا سا گھر تھا۔ لیکن گھر میں ہر چیز سلیقے سے رکھی ہوئی تھی دہیمنت اپنی کتابیں سلیقے سے رکھ لیتا تھا۔ کتابیں کاپیاں ترتیب سے رکھ لیا کرتا تھا۔

ایک روز ٹیچر سبق پڑھانے کے بعد کچھ کام دے رہے تھے ۔ ہیمنت کاپی کی تلاش میں وقت ضائع کیا اس لئے کہ سلیقے سے بیگ میں جمے ہوئے نہ تھے ۔ دہیمنت کی کتابیں سلیقے سے جمے ہوئے تھے اس نے فوری کاپی نکالی ٹیچر نے جو کہا تھا اس کو فوری نوٹ کرلیا۔

کسی روز صدر مدرس صاحب اور دوسرے ٹیچرس بچوں کے والدین سے ملاقات کیلئے نکلے تھے ہیمنت اور دہیمنت کے گھروں کو بھی گئے ہیمنت کا گھر بہت بڑا تھا۔ تمام سہولتوں سے آراستہ تھا۔ لیکن گھر میں کوئی بھی چیز سلیقے سے رکھی ہوئی نہیں تھی ۔ ہیمنت کے والد فوٹو کے البم کو صدر مدرس کو بتانا چاہتے تھے البم کو تلاش کیا گیا لیکن البم نہیں ملا ٹیچرس نے کیا ٹھیک ہے پھر کبھی دیکھیں گے ۔ دہیمنت کا گھر چھوٹا سہی تھا لیکن ہر چیز سلیقے سے جمی ہوئی تھی گھر کو دیکھ کر ٹیچرس بہت خوش ہوئے ۔ دوسرے دن ٹیچر نے اخلاق ترتیب سے متعلقہ پریڈ میں ایک اچھی کہانی سنا کر ہیمنت کی مثال پیش کئے ۔ ہیمنت بہت شرمندہ ہوا۔ اس روز سے ہیمنت بھی اپنے گھر ہر چیز کو سلیقے سے رکھنا شروع کیا۔ اب اس کو کمرہ جماعت میں بھی کوئی مشکل پیش نہیں آرہی تھی نہ گھر میں اور اس کے والدین میں بھی بہت تبدیلی آئی۔

سنیئے! اچھے طریقوں کو اپنانے سے کئی فائدے ہیں۔ لہذا اپنی چیزیں ہم ٹھیک سے رکھ لینا چاہئے۔

قول

بچت

6 بچت

I۔ اہم قدر

بچت

II۔ ذیلی قدر

کفایت شعار طریقے سے چیزوں کا استعمال کرنا

III۔متوقع نتائج / مقاصد:

☆ بچت کی قدر کو جاننا

☆ چیزوں، اشیاء کفایت شعار طریقے سے استعمال کرنے کے لئے کہنا

IV. تمہید

ہمارے پاس موجود روپیہ پیسہ اور دوسری چیزوں کو ضرورت کے تحت استعمال کرنا کو بچت کہتے ہیں ۔کوئی چیز کو ضرورت کے مطابق ہی استعمال کرنا چاہئے ۔ حد سے بے ضرورت زیادہ کسی چیز کا استعمال کرنے سے وہ ضرورت کے وقت ہم کو نہیں ملے گی ۔ بچت، کفایت شعاری کی عادت ہر وقت بچوں سے لیکر بڑھوں میں بھی ضروری ہے ۔

V۔ کہانی

ایک روز گاندھی جی نے کسی چیز کو بہت دیر سے اپنے کمرے میں تلاش کررہ تھے ۔ یہ دیکھ کر میرا بن (Meera Ben) نے پوچھا کیا تلاش کررہے ہیں آپ؟ گاندھی جی نے کہا میری پنسل کھوگئی ہے، گرگئی ہے اس کو ڈھونڈرہا ہوں ۔ یہ سن کر آشرم میں موجود کسی نے نئی پنسل لاکر گاندھی جی کو دی ۔لیکن گاندھی جی پنسل کو تلاش کرتے رہے ۔اتنے میں گاندھی جی کو اپنی پنسل مل گئی خوشی سے گاندھی نے پنسل اٹھالیا۔اس پنسل کے ملنے پر سب حیرت زدہ ہوگئے میرا بن نے کہا اتنی سی چھوٹی پنسل کو آپ تلاش کررہے تھے۔ پنسل چھوٹی ہے لیکن لکھنے کے کام آسکتی ہے نا گاندھی جی نے کہا۔اس لئے کوئی بھی چیز ہو اس کو محتاط طریقے سے استعمال کرنا چاہئے۔

VI۔ (i) سوچنا۔ردعمل ظاہر کرنا۔

☆ درج ذیل سوالات کے جوابات تمام بچوں سے کہلوائیں۔

1۔ اس واقعہ سے آپ نے کیا سمجھا؟

2۔ آپ کن کن چیزوں کی بچت کریں گے۔

3۔ بچت کے کیا فائدے ہیں؟

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

☆ ذیل میں دی گئی اشیاء کو آپ کس طرح کفایت شعاری کے ساتھ استعمال کریں گے

1۔ کتابیں۔ 2۔ قلم (پن) 3۔ پنسل۔

4۔ ربر (Eeraster) 5۔ کپڑے (لباس)

(ج) عمل کرنا-تجربات بیان کرنا

☆ اوپرے بتائے طریقوں پر ایک ہفتہ عمل کیجئے آپ کو جو فائدے حاصل ہوئے ہیں بتائیے۔

قول

ہم جو بچت کرتے ہیں اس نہ صرف ہم بلکہ دوسروں کی مدد بھی کرسکتے ہیں۔

7 دانتوں کی صفائی

ا۔ اہم قدر

صحت

II۔ ذیلی قدر

☆ دانتوں کو صاف نہ رکھنے سے دانتوں کو لاحق ہونے والی بیماریوں سے متعلق جانیں گے

☆ دانتوں کی صفائی کا خیال رکھیں گے۔

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

IV. تمہید

ہمیں کسی بھی چیز کو کھانے کے دانت ضروری ہیں۔ ہم جب کئی قسم کی چیزیں کھاتے ہیں تو وہ دانتوں کے درمیان پھنس جاتی ہیں۔ اگر ہم دانتوں کو صاف نہ کریں تو منہ سے بدبو آنے لگتی ہے۔ اتنا ہی نہیں دانت سڑ جاتے ہیں، کیڑ لگ جاتے ہیں اس طرح دانت جھڑ جاتے ہیں۔ اس لئے جو چیزیں دانتوں کو نقصان پہنچاتی ہوں نہ کھائیں۔ کوئی بھی چیز کھانے کے بعد دانتوں کو صاف کریں ہم گوند نامی لڑکے کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے کہ کس طرح وہ اپنے دانتوں کو خراب کرلیا تھا۔ اور وہ تکلیف کو برداشت کررہا تھا۔

V۔ کہانی

گوند نامی لڑکے نے دانتوں ص کی صفائی کرنے میں لا پرواہی برتتا تھا۔ وہ کبھی بھی ٹھیک سے اپنے دانتوں کو صاف نہیں کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ دانتوں کو نقصان پہنچانے والے چاکلیٹس، مٹھائیاں، آئسکریم کا بہت زیادہ استعمال کرتا تھا، کھاتا تھا۔ دانتوں کو صاف نہ رکھنے کی وجہ سے اس کے منہ سے بدبو آرہی تھی۔ اس کے ساتھی منہ کو بدبو کی وجہ سے اس سے بات کرنا بند کردیا تھا۔ اس کے دانتوں میں سڑن پیدا ہوکر درد ہورہا تھا۔ مدرسہ میں یوم اطفال کے روز بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی تھی۔ سب لڑکے لڈو خوشی سے کھا رہے تھے۔ گوند بھی کھانا چاہتا تھا لیکن دانتوں کے درد کی وجہ سے نہیں کھا سکا۔ اس وقت ٹیچر کی کہی ہوئی باتیں اس کو یاد آرہی تھیں۔ اس کو یہ احساس ہوگیا تھا کہ میں روزآنہ دانت صاف نہیں کرنے کی وجہ سے اور دانتوں کو نقصان پہنچانے والی چیزوں کو حد سے زیادہ کھانے سے یہ تکلیف ہورہی ہے اسی وقت سے وہ اپنی عادت کو بدل دیا۔ ہر روز صبح اور رات میں دانتوں کی صفائی کرنا شروع کردیا۔ دانتوں کو نقصان پہنچانے والی چیزوں کو کھانا کم کردیا۔ دانتوں کے ڈاکٹر کے ذریعہ سڑے ہوئے دانتوں کا علاج کروایا اس طرح اس کے دانت ٹھیک ہوگئے اب اس کے منہ سے بدبو آنا بند ہوگئی دوست اس سے بات کرنے لگے اس روز سے اس نے بلاناغہ اپنے دانتوں کی صفائی کرتا تھا۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردِعمل ظاہر کرنا۔

1۔ بچے گوند سے بات کرنا کیوں بند کئے تھے؟
2۔ دانتوں کو کیوں صاف کرنا چاہئے؟
3۔ دانتوں کو نقصان پہنچانے والی چیزیں کونسی ہیں؟ ان کو کھانے کے بعد کیا کرنا چاہئے؟
4۔ آپ اپنے دانتوں کو صاف رکھنا ہو تو کیا کریں گے؟
5۔ ہم کو صبح اور رات کو کھانے کے بعد دانت صاف کرنا چاہئے؟ رات کو کیوں صاف کرنا چاہئے؟

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

1۔ دو دو لڑکے جوڑی بنا کر بیٹھ جائیے۔اپنے دانتوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے کس کے دانت کیسے ہیں بتائیے۔

جماعت کے تمام طلباء کو دو گروپ بنا کر ایک گروپ کو سوالات اور دوسرے گروپ کو جوابات کہنے کی ہدایت دیں۔

مثال

پہلا گروپ	دوسرا گروپ
1۔ کیا آپ روزآنہ دانتوں کی صفائی کرتے ہیں۔	a۔ ہاں۔صفائی کرتا ہوں
2۔ کتنے بار صاف کرتے ہیں۔	b۔ دو بار
3۔ کھانے کے بعد پانی کے غرغرہ کررہے ہیں؟	d۔ ہاں۔کررہے ہیں۔
4۔	d۔

(ج) عمل کرنا-تجربات بیان کرنا

☆ صبح اٹھنے کے بعد،اٹھتے ہی اور رات کو سونے سے پہلے دانت صاف کیجئے۔ایک ہفتےکے بعد آپ کو کیسا لگا اپنے احساسات بتائیے۔

قول

اچھی صحت انسان کے بقاء کی ضامن

8 لباس

I۔ اہم قدر

تہذیب۔رسم ورواج

II۔ ذیلی قدر

مختلف رسوم ورواج کا احترام

III۔متوقع نتائج / مقاصد:

- ☆ لباس بھی تہذیب کا ایک جُز ہے واقف کروانا
- ☆ ہماری تہذیب، کلچر کے مطابق لباس ہو تو ہمیں عزت ملے گی۔واقف کروانا
- ☆ مختلف قسم کی تہذیب کے لوگوں کے لباس کا احترام

IV. تمہید

ہم سب اپنے جسم کو ڈھانکنے کے لئے لباس پہنتے ہیں لیکن سب کا لباس ایک جیسا نہیں ہوتا۔مختلف تقاریب میں مختلف مذاہب کے لوگ' مختلف علاقوں کے لوگوں کا لباس اپنی خصوصیت کا حاصل ہوتا ہے۔اپنے اپنے رسم ورواج کے مطابق پہنے جانے والے لباس کی ہم قدر کریں۔

V۔ منظر

سارے بچے اور ٹیچرس مل کر قلعہ گولکنڈہ دیکھنے گئے قلعہ کو دیکھتے ہوئے قلعہ کے تاریخ سے متعلق ٹیچرس بچوں کو بتا رہے تھے بچے خوشی سے دلچسپی سے سن رہے تھے۔ اور کئی لوگ قلعہ گولکنڈہ کی سیر کرنے کیلئے آئے تھے ان کو دیکھ کر رما (لڑکی) نے ٹیچرس سے پوچھا ان کا لباس کچھ الگ طرز کا ہے کیا وہ ہمارے علاقے کے لوگ نہیں ہیں؟ اس وقت ٹیچر نے کہا وہ مراٹھی لوگ ہیں۔ وہ گجراتی ہیں۔ پنجابی ہیں تمل ہیں ان کا لباس ان کے اپنے علاقوں کی تہذیب کے مطابق ہے۔ کسی کا لباس کیسا بھی ہو وہ ان کی ذات علاقہ مذہب تہذیب کی عکاسی کرتا ہے ٹیچر نے کہا آپس میں ایک دوسرے کی عزت واحترام کرنا سب سے بڑی بات ہے۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردِعمل ظاہر کرنا۔

1۔ آپ کے پاس کتنے قسم کے لباس ہیں۔ ان میں آپ کا پسندیدہ لباس کونسا ہے؟ کیوں؟

2۔ ہمارا لباس الگ الگ کیوں ہے؟

3۔ شادیوں میں ہمارا لباس ایک دوسرے سے مختلف قسم کا ہوتا ہے اور کن کن موقعوں پر لباس مختلف ہوتا ہے؟

(ب) جماعت کا مشغلہ۔ گروہی کام

☆ دو گروپ بناتے ہوئے ایک گروپ کو مردوں کے لباس کے بارے کہنے دیجئے۔ دوسرے گروپ کو عورتوں کے لباس کے بارے میں کہنے کی ہدایت دیں۔

(ج) عمل کرنا-تجربات بیان کرنا

1۔ کیا آپ کا لباس مدرسے میں اور گھر میں ایک جیسا ہی ہوگا؟ الگ ہوگا؟
2۔ بہت سے لوگ گھروں میں 'باہر' شادیوں تقاریب میں ہمہ قسم کا لباس پہنتے ہیں کیوں؟ گھروں میں موجود بڑوں سے پوچھیے۔
3۔ آپ کے پسندیدہ لباس سے متعلق تصاویر جمع کیجیے۔اس کی نمائش کیجیے۔

قول

روایتی لباس پہنیں گے ہماری تہذیب کو بچائینگے
ہمارے ملک، دیش کی شان بڑھائینگے۔

9 درخت ہمارے دوست

ا۔ اہم قدر

ماحول کے تحفظ میں حصہ دار بننا

II۔ ذیلی قدر

درختوں کے فائدوں سے واقفیت حاصل کرنا اس کے مطابق برتاؤ

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

☆ درختوں کے بڑھانے سے حاصل ہونے والے فوائد سے واقفیت

☆ درختوں کے استعمالات سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد ان کے بڑھانے میں اپنا کردار

IV. تمہید

درخت ہمارے دوست ہیں ان سے ہمیں کئی فائدے ہیں۔ صبح اٹھنے کے بعد کھائی جانے والی غذا سے لیکر رات کے وقت آرام کرنے کیلیۓ پلنگ تک ہمیں درختوں سے حاصل ہو رہی ہے۔ اگر درخت نہ ہوں تو ہم زندہ نہیں رہ سکتے لہٰذا درختوں کو ہرگز کاٹنا نہیں چاہیۓ۔ ان کی حفاظت کرتے ہوئے درختوں کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہیۓ۔

V۔ کہانی

1. درخت بطور انعام

بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کیلئے جارہا تھا۔اس کو راست میں پودا لگاتے ہوئے ایک بوڑھا دکھائی دیا۔ بادشاہ نے بوڑھے سے پوچھا کیا کر رہے ہو۔ بادشاہ سلامت میں ایک آم کا پودا لگا رہا ہوں۔ بادشاہ نے بوڑھے سے پوچھا یہ پودا کتنے دنوں میں پھل دیں گا۔

شاید بیس سال لگیں گے بادشاہ سلامت!

کیا تو یہ سوچ رہا ہے کہ میں اس درخت کے پھل کھاونگا نہیں بادشاہ سلامت! جب اس درخت کو پھل لگنا شروع ہونگے اس وقت تک شاید میں اس دنیا میں نہیں رہونگا۔لیکن میرے پوتے اس درخت کے پھل اور لکڑی ضرور استعمال کریں گے آج میرے پوتے کی سالگرہ ہےاس موقع پر میں یہ پودا لگا رہا ہوں بوڑھے نے خوشی واطمینان کے ساتھ جواب دیا۔

یہ سب باتیں اس کا پوتا گوپال سن رہا تھا۔ دادا جان کے پودا لگانے پر وہ بہت ہی خوش ہوا اور روزانہ اس پودے کو پانی دینے لگا۔ پودے کے اطراف حصار بھی باندھا اس کی عمر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ پودا بھی بڑھ رہا تھا جب گوپال کی عمر بیس سال کی ہوئی تب آم کا درخت بھی پھل دینے لگا۔گوپال پھل کو فروخت کرتے ہوئے سکون سے زندگی گذار رہا تھا۔ ہر عید کے موقع پر آم کے پتے تقسیم لوگوں میں کرتا تھا۔آم کا درخت بہت ہی پھیل گیا۔گوپال آم کے درخت کو کاٹ کر اس کے تختوں سے ایک کشتی بنالیا گوپال اس کشتی کے ذریعہ مچھلیوں کا شکار کرتے ہوئے روپیہ پیسہ کمانے لگا بچی ہوئی لکڑی سے مکان کی تعمیر کیا۔ درخت کے آخر کے حصے کو جو زمین سے کچھ اوپر تھا گوپال نے اس کو بیٹھنے کیلئے استعمال کیا۔اس طرح گوپال اپنے دادا ہی کی طرح اپنی سالگرہ پر ایک پودا لگا رہا تھا۔

کہانی نمبر - 2

دوم جماعت کے طلباء اپنے ٹیچرس کے ساتھ پارک کو گئے۔ وہاں پر موجود کھیل کی چیزوں سے بہت دیر کھیل چکے تھے۔ دوپہر تک میدان میں کھیل کر سب تھک چکے تھے۔ اپنے اپنے ٹفن لیکر سب ایک درخت کے نیچے جمع ہوگئے درخت کے نیچے آنے پر انہیں سکون ملا ان میں سے ساگر نامی لڑکے نے کہا آیا درخت کے نیچے بہت ٹھنڈا ہے ٹھنڈی ہوا بھی آرہی ہے۔

برتیوسانے کہا' ہاں درخت ہمیں سایہ دیتا ہے کھانے کے لئے پھل دیتا ہے ان کے باتیں ان کے ٹیچرس سن رہے تھے۔ اتنا ہی نہیں درختوں سے ہمیں کئی فائدے ہیں آپ سب کھانے کے بعد میرے قریب آیئے آپ کو درختوں کے بارے میں بتلاؤنگا۔ ٹیچر نے بچوں سے کہا۔ تمام بچوں کھانے کے بعد ٹیچر کے اطراف بیٹھ گئے۔

ٹیچر نے بچوں سے کہا۔ آپ کو صرف اتنا معلوم ہے کہ درخت ہمیں ہوا سایہ اور پھل دیتے ہیں۔ اور ہماری ضرورت کئی چیزیں جیسے کرسیاں' ٹیبل' پلنگ' کھڑکیاں' دروازے' بنانے کے کام آتے ہیں۔ ہمیں زندہ رہنے کیلئے غذائی اشیاء' آکسیجن درختوں سے ہی حاصل ہو رہی ہے کاغذ بھی درختوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اتنا ہی نہیں درخت ہی بارش کا ذریعہ ہیں۔ اگر زمین پر درخت مجود نہ ہوں تو کوئی بھی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا اب آپ لوگ مجھے بتادیئے درختوں کی حفاظت کریں یا کاٹیں؟

درخت سے جن سے ہمیں کئی فائدے اس کو کاٹیں گے نہیں ہرگز نہیں ان کی حفاظت کریں گے سب بچے ایک آواز ہو کر بولے۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

☆ **درج ذیل سوالات کے جوابات تمام بچوں سے کہلوائیں۔**

1۔ بچو! درخت ایک تحفہ' انعام کہانی آپ نے سنا' اس کہانی سے آپ نے کیا سمجھا؟

2۔ درختوں سے کون کونسے فائدے ہیں۔ فرداً فرداً بولیے' کہیے' بتایئے؟

3۔ گوپال درختوں کو بڑھا کر ان سے کئی فائدے حاصل کیا ہے مگر آپ کس طرح درختوں کو بڑھائیں گے بتایئے؟

4۔ درختوں کے بارے میں آپ کے ٹیچرس کی باتیں آپ نے سنا' درختوں سے اور کیا کیا فائدے ہیں بتایئے۔

5۔ اگر ہمارے اطراف درخت نہ ہوں تو کیسا ہوگا؟ کیا ہوگا؟

6۔ درختوں کی حفاظت ہمیں کس طرح کرنا چاہئے اگر آپ ہوں تو کیا کریں گے؟

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

1۔ درختوں سے متعلق نظم لکھنا ہے۔

2۔ آپ کے پسند کے مطابق درخت کی تصویر اتاریئے رنگ بھریئے۔

(ج) عمل کرنا-تجربات بیان کرنا

1۔ آپ کے مکان میں کون کونسے درخت موجود ہیں بتائے ان کو روزانہ پانی دیجئے۔آپ کے احساسات بیان کیجئے۔

2۔ اگر آپ کے ذریعہ لگائے گئے درخت پھول اور پھل دینے لگے تو آپ کو کیا لگے گا؟

قول

اگر بارش چاہتے ہوں ماحول کا تحفظ چاہتے ہوں تو درخت بڑھایئے وہ ہماری حفاظت کریں گے۔

10 منظّم انداز

I۔ اہم قدر

سائنسی رجحان

II۔ ذیلی قدر

دیئے گئے کام کو منظّم انداز میں انجام دینا، کرنا

III۔متوقع نتائج / مقاصد:

☆ کسی بھی کام کو انجام دینے کیلئے ترتیب، منظّم طریقہ ہوگا واقفیت حاصل کریں گے۔

☆ یہ بھی واقفیت حاصل کریں گے کہ کسی کام کو پائے تکمیل تک پہنچانے کیلئے، منظّم انداز میں سوچنا ضروری ہے۔

IV. تمہید

ہم ہر روز صبح سے شام تک مختلف کام کرتے رہتے ہیں۔ان کو منظّم انداز میں انجام دیا جائے تو وہ پائے تکمیل کو پہنچ سکتے ہیں۔ ہر کام سوچ سمجھ کر ذمہ داری کے ساتھ کرنا چاہئے۔اگر کوئی کام غیر منظّم انداز میں کریں تو وہ کام پائے تکمیل کو نہیں پہنچے گا۔

v۔ منظر

ونامہوتسو (Vana Mahotsave) کے موقع پر مدرسہ میں شجر کاری کا پروگرام کا آغاز ہوا۔صدر مدرس نے طلباء سے کہا کہ اس کا ہر بچہ گاؤں میں ایک ایک پودا لگا کر ان کی دیکھ بھال کریں۔

صدر مدرس کی ہدایت کے مطابق وویک' اکھیل نامی دونوں بچے کس طرح پودے لگائے ہیں دیکھیں گے۔

وویک اکھیل دونوں گاؤں میں پودے لگانے کے لئے جگہ کا انتخاب کیا وویک جہاں پودا لگا رہا ہے اسجگہ کو بھگودیا۔اس کے بعد ایک گڑھا کھودا گڑھے میں پانی ڈالکر تھوڑا گوبر ڈالکر پودے کو گڑھے میں رکھ دیا اور گڑھے میں مٹی بھر دیا۔اس روز پودے کو دومرتبہ پانی دیا۔

دوسرے روز اس کو پودا ہرا دکھائی دیا۔

اس طرح اکھیل بھی گاؤں کے ایک جگہ چھوٹا سا گڑھا کھود کر اس میں پودے کو لگایا۔گڑھے میں ٹھیک طرح سے مٹی نہیں بھرا اسی حالت میں چھوڑ کر وہ چلا گیا۔دوسرے دن، روز اکھیل اپنے لگائے ہوئے پودے کو دیکھنے کیلئے آیا تب وہ پورا مرجھا کر گرا ہوا تھا۔

VI۔ (i) سوچنا۔ردعمل ظاہر کرنا۔

1۔ کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ اکھیل کا پودا مرجھایا ہوا تھا اور وویک کا لگایا ہوا پودا بڑھ رہا تھا۔۔۔؟

2۔ اگر آپ نے کوئی کام انجام دیا ہے تو بتائیے کس طرح انجام دیا۔

3۔ کسی ایک کام منظّم انداز میں کریں تو کیا ہوگا؟ منظّم انداز میں نہ کریں تو کیا ہوگا۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔ گروہی کام

☆ بچو آپ ایک پتنگ بنائیے پتنگ بنانے کے طریقہ کو ایک ایک، فرداً فرداً بتائیے

(ج) عمل کرنا۔ تجربات بیان کرنا

☆ آپ کی امی جاں آپ کے گھر میں چاول، دوسہ، وڈا، روٹی کس طرح پکاتی ہونگی۔ وہ کس طرح پکاتی ہیں معلوم کیجئے ترتیب وار بیان کیجئے۔

قول

کسی بھی کام کرنے سے پہلے سوچنا چاہئے اور منظّم انداز میں بیان کرنا چاہئے۔

11 سب ایک ہیں

I۔ اہم قدر

انصاف

II۔ ذیلی قدر

انصاف سب کے لئے ایک ہی ہے

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

☆ یہ جانیں کہ انصاف سب کیلئے ایک جیسا ہوتا ہے۔

IV. تمہید

ہم سب کیلئے چند اصول وضوابط ہیں، پابندیاں ہیں یہ سب کے لئے مساوی ہیں ان میں ایک کے لئے انصاف اور دوسرے کیلئے ناانصافی نامی چیز نہیں ہے۔ انصاف کی نظر میں سب ایک ہی ہیں اس واقعہ کو دیکھئے۔

V۔ منظر

سب بچوں نے ملکر یہ طئے کیا کہ کبڈی کھیلیں گے۔ گروپ بنایا گیا۔ کھیل کے اصول ایک دوسرے کو بتلائے گئے اگر کوئی اصول وضوابط کی خلاف ورزی کریگا تو اس کو کھیلنے نہیں دیا جائیگا سب طلباء نے آپسی فیصلہ کیا ایک گروپ پرکاش کا تو دوسرا گروپ روی کا تھا۔ کھیل شروع ہوگیا۔ پرکاش کے گروپ میں ونئے کافی موٹا تھا۔ اچھا کھیلتا تھا لیکن ضدی تھا۔ میں اچھا کھلاڑی ہوں مجھے کوئی پکڑ نہیں سکتے میں کھیل کے دوران کچھ بھی کرونگا تو چلے گا یہ اس کی فطرت تھی۔ کھیل شروع ہوگیا۔ ونئے روی کے گروپ کی جانب جا کر کبڈی کبڈی کہہ کر آواز لگا رہا تھا اور ائن، لکھیر کو بغیر چھوئے واپس آ گیا اور یہ کہنے لگا کہ میں لائن کو چھوکر آیا ہوں اس کی بات پر روی کا گروپ راضی نہ ہوا انصاف سے اگر کھیلا جائے تو ونئے کو کھیل میں شامل نہیں کیا جاسکتا لیکن ونئے ایک اچھا کھلاڑی ہے اسے کھیلنے دیا جائے پرکاش کا گروپ اصرار کرنے لگا دونوں گروپ ملکر ٹیچر کو یہ بات بتائی کھیل کے اصول جانتے ہوئے بھی ونئے غلط کھیلا اگر کوئی کھیل اصول کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے کھیلنے نہ دیا جائے انصاف سب کیلئے ایک ہی ہوگ۔ اس روز ونئے کو کھیل سے الگ رکھا گیا۔ ونئے کے نہ ہونے کی وجہ سے پرکاش کا گروپ ہار گیا۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1۔ ونئے ایک اچھا کھلاڑی ہونے کے باوجود اس کو کھیل سے کیوں ہٹایا گیا؟

2۔ مدرسہ کی سالانہ تقریب میں سب کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اتنے میں ایک امیر آدمی اپنے خاندان کے ہمراہ وہاں پہنچا سامنے بیٹھے ہوئے غریب لوگوں کو کرسیوں سے اٹھا انہیں بیٹھایا گیا کیا یہ انصاف ہے؟

3۔ صدر مدرس نے روی کو چاکلیٹ کی پاکٹ دیکر کہا بچوں میں تقسیم کریں۔ ہیڈ ماسٹر نے کہا ہر بچہ کو دو چاکلیٹ دیں جماعت سوم چہارم اور پنجم کے طلباء کو روی نے دو دو چاکلیٹ دیئے لیکن چھوٹی جماعت سمجھ کر اول اور دوم کے بچوں کو صرف ایک ایک چاکلیٹ دیا۔ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

☆ بچو! مدرسہ میں موجود سب بچوں کیلیئے کچھ اصول ہیں یہ سب کے لئے مساوی ہیں۔ کسی کیلیئے کم کسی کے لئے زیادہ نہیں ہیں۔

مثال: ☆ سب بچے مدرسہ کو وقت پر آئیں۔

☆ دعا میں ترتیب وار کھڑے ہوں۔

اسی طرح کچھ اصول آپ بتایئے۔

(ج) عمل کرنا۔تجربات بیان کرنا

☆ آپ کے مکان میں کون کون کن کن اصولوں پر عمل کرتے ہیں؟ اگر کوئی اصول کی پابندی نہ کرتا ہوتو کیا بڑھے لوگ سب کو ایک جیسا دیکھتے ہیں، برتاؤ کرتے ہیں یا الگ الگ برتاؤ کرتے ہیں؟

قول

خدا کی نظر میں ہم سب ایک ہیں۔ پھر کیوں ہم میں یہ فرق۔

12 زمین والوں پر رحم، مہربانی

I۔ اہم قدر

امن وچین مل کر زندگی گذارنا

II۔ ذیلی قدر

جانداروں پر مہربان ہونا

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

☆ یہ سمجھیں گے کہ، واقفیت حاصل کریں گے کہ اپنے اطراف و اکناف موجود جانداروں پر مہربان ہونا چاہئے۔

☆ یہ جانیں گے کہ ہمارے کاموں سے دوسرے جاندروں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

IV. تمہید

اس زمین پر ہر جاندار کو خوشی سے آزادی کے ساتھ جینے کا حق ہے۔ اگر کوئی جاندار کو تکلیف پہنچے تو وہ بھی ہماری طرح تکلیف کو محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی جینے کا حق ہے ان کے ساتھ محبت سے پیش آنا چاہئے اس طرح محبت کے ساتھ پیش آنے سے وہ نہ صرف خوش ہونگے بلکہ ہمارے ساتھ دوست کی طرح رہیں گے۔ دوسرے جانداروں کو محبت کی نظر سے دیکھنے اشوک کو جو فائدہ ہوا ہے ہم اس کہانی میں پڑھیں گے۔

V۔ منظر

ایک روز اشوک کے گھر ایک کتا آیا' اشوک کی ماں کتوں سے نفرت کرتی تھی۔ جمی جمی ۔۔۔۔غلیظ کتاب کہہ کر اس کو بھگا دیا۔ لیکن اشوک کو اس کتے پر رحم آیا۔ اپنے کھانے میں کا کچھ حصہ نکال کر اس کتے کو ڈالا اس طرح روز کوئی نہ کوئی چیز کتے کو ڈالا کرتا تھا۔ اشوک جہاں جاتا وہ کتا بھی اس کے ساتھ جایا کرتا تھا۔ اشوک کو دیکھتے ہی وہ خوشی سے دم ہلاتا تھا۔ دور سے ہی اشوک کو دیکھ کر بھاگتے ہوئے، دوڑتے ہوئے اس کے پاس آیا ایک روز رات کو اشوک کے گھر چور گھس آئے گھر کے سب لوگ بے فکری سے سو رہے تھے۔ چوروں کو دیکھ کر کتے نے بھونکنا شروع کیا اور چوروں پر حملہ کیا۔ چوروں نے بھی لاٹھی لیکر کتے کو پیٹا ان آوازوں کو سن کر گھر کے لوگ بیدار ہو گئے سب کے سب بیدار ہوتے ہی چور وہاں سے فرار ہو گئے۔ اشوک نے جب کتے کو دیکھا کہ وہ زخم سے چور تھا اشوک کے ماں باپ اور سب کتے کے زخم پر مرہم لگایا۔ اس روز سے گھر کے سارے افراد کتے کو گھر کے ایک فرد کی طرح اس کو دیکھنا شروع کیا۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1۔ اشوک نے کتے کو پالا تھا۔ ہم کون کونسے جانوروں کی پرورش کرتے ہیں کیوں پرورش کرتے ہیں، پالتے ہیں؟

2۔ کچھ لوگ پرندوں اور جانوروں پر پتھر پھینکتے ہیں مار پیٹ کرتے ہیں ایسا کرنے پر کس طرح کی تکلیف محسوس کرتے ہیں؟ ان کا کیا احساس ہوگا۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔ گروہی کام

☆ بچو آپ میں سے ہر ایک جانور کی طرح اداکاری کیجئے اور انسان آپ کو کس طرح پریشان کر رہے ہیں بتائیے۔ آپ بتائیے کے آپ کے ساتھ ان کا برتاؤ کس طرح ہو تو بہتر ہوگا۔

(ج) عمل کرنا۔ تجربات بیان کرنا

☆ بچو: آپ کے اطراف و اکناف میں موجود مکانات کے لوگ کون کونسے جانوروں کو پال رہے ہیں وہ ان سے کس قدر محبت کرتے ہیں مشاہدہ کیجئے بتائیے۔

سددارتھااور دیودتادونوں جانی دوست تھے۔سدادادتھادنیا کی ظاہری شان وشوکت وخوبصورتی پر مرمٹتا تھا۔ایک دونوں دوست باغ کی سیر کرنے گئے۔وہاں جھیل میں موجود کمل کے پھولوں کودیکھ کر سددارتھا خودی میں کھو گیا تھا۔دیودتا آسمان پر دوراڑنیوالے بگلوں کے گروہ کودیکھا ان کا پیچھا کرتے ہوئے اپنا تیر چلایا ایک بگلہ تیر لگ جانے سے پھڑ پھڑاتے ہوئے سددارتھا کے سامنے گر گیا۔سدادارتھ کواس بگلے پر ترس آیا اور تیر کو جسم سے نکال بگلہ کی مرہم پٹی کرتے ہوئے بگلے کو بچالیا۔

کچھ دیر بعد دیودتا وہاں آیا اس بگلے کو میں مار گرایا ہوں اس طرح یہ میرا ہے لہذا تو اس کو چھوڑ دے۔یہ بگلہ مرنے کے قریب تھا میں اس کا بچانے والا ہوں لہذا یہ بگلہ میرا ہے میں اس کو آزاد کرونگا آپ کو اس کی اجازت نہیں ہے سدادرتھا نے کہا۔دونوں میں تو تو میں میں بحث ہونے لگی۔آخر میں دونوں ملکر انصاف کیلئے عدالت سے رجوع ہوئے۔منصف نے فیصلہ سنانے سے پہلے یہ کہا کہ دونوں اس بگلے کو دور رکھتے ہوئے ایک کے بعد ایک بگلے کو بلائے وہ بگلہ جس کسی کے قریب آئیگا بگلہ اسی کا ہوگا دونوں منصف کی بات پر راضی ہوگئے بگلے کو دور رکھے دیودتا نے بگلے کو بلایا۔فوراً بگلہ اڑتے ہوئے اس کے پاس آیا اور کندھے پر بیٹھ گیا۔سب نے تالیاں بجائے سدارتھا اس بگلے کو کہا آزاد گھومتے رہو کہہ کر آسمان کی جانب چھوڑ دیا۔

اس طرح بچپن ہی میں سددارتھا جانوروں اور فطرت،قدرت سے محبت کرتا تھا۔سدارتھا ہی بڑھا ہو کر گوتم بدھ کے نام سے مشہور رہوا۔

قول

دنیا میں جان سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں ہے آدمی اپنی جان کی حفاظت کس طرح کرتا ہے اتنا ہی دوسرے جانداروں کے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔

☆ حمد

☆ احادیث

☆ نظمیں

☆ کہانیاں

حمد

اے دِین اور دُنیا کے مالِک
راجا اور پَرجا کے مالِک
بے پَر اور پَردار کے مالِک
اے سارے سَنسار کے مالِک
اے اندھوں کی آنکھ کے تارے
اے لنگڑے لُولوں کے سہارے
سب سے انوکھے سب سے نرالے
آنکھ سے اوجھل دل کے اجالے
ناؤں جہاں کی کھینے والے
دکھ میں تسلی دینے والے
تو ہے اکیلوں کا رکھوالا
تو ہے اندھیرے گھر کا اجالا
خاک سے تو نے بیج اگانے
پھر پودے پروان چڑھانے
جگنو کو بجلی کی چمک دی
ذرے کو کندن کی دمک دی
بے آسوں کی آس ہے تو ہی
سوتے جاگتے پاس ہے تو ہی

(حمد)

ہر دم شکر کرو تم رب کا
جو ہے پالنے والا سب کا
کُل خلقت کا خالق ہے وہ
ما لک ہے وہ رازق ہے وہ
دو عالم میں راج اُسی کا
تخت اُسی کا تاج اُسی کا
دن ہے اُس کا رات ہے اُس کی
سب سے اونچی ہے اس ذات ہےاُس کی
اُس کا یہ احسان ہے کیا کم
پاک نبی کی اُمت ہیں ہم
ہر شے کو ہے رب نے بنا یا

حمد

سب تعریفیں تجھے ہیں زیبا یا اللہ
رب ہے توساری دنیا کا یا اللہ
توہی رحمٰن اور ہے تو ہی رحیم
مالک ہے تو روز جزا کا یا اللہ
یارب ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں
صرف تجھے کرتے ہیں سجدہ یا اللہ
صرف تجھی سے طالب ہیں امداد کے ہم
تجھ سے امیدیں ہیں وابستہ یا اللہ
چلیں بھلائی کی راہوں پر ہم یا رب
دکھلا ہم کوسیدھا رستہ یا اللہ
رستہ ان کا جن پہ کیا ہے تو نے کرم
اس رستے پر ہمیں چلانا یا اللہ
ان لوگوں کی راہ، جو ہیں مغضوب ترے
ان راہوں سے ہمیں بچانا یا اللہ

احادیث

حدیث نمبر:1

ترجمہ: ہم پر پڑوسیوں کا بھی حق ہے (ویلمی)

خلاصہ: ہمسایہ اور پڑوسی کا حق ادا کرنا بھی ایک اہم اخلاقی فریضہ ہے۔ بالخصوص پڑوسی' غریب اور نادار ہو تو اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ جس طرح کوشی اور غم کے موقع پر ان کی خبر گیری اور دلجوئی ضروری ہے۔ بالکل اسی طرح ان کی دل شکنی اور دل آزاری سے بھی بچنا بھی ضروری ہے۔

حدیث نمبر:2

ترجمہ: دوستی اور رشتہ میں بگاڑ پیدا کرنے والا جنت میں نہیں جاسکے گا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ: اسلام اخوت' بھائی چارگی اور باہمی میل ملاپ کی تعلیم دیتا ہے۔ ناطے اور رشتوں کا توڑ دینا مختلف خاندانوں میں جذبہ نفرت اور دشمنی پیدا کرتا ہے جو بڑی بری بات ہے۔ خاص کر غلط فہمیوں اور معمولی باتوں کو بنیاد بنا کر باہمی رشتوں کا توڑنا ایک گونہ جہالت ہے جو شعار اسلامی کے بالکل مغائر ہے۔

حدیث نمبر:3

ترجمہ: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (مسلم)

خلاصہ: اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اس کے پیرو خواہ دنیا کے کسی خطے اور سمت میں ہوں کلمہ کی نسبت سے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ایک بھائی کا دوسرے بھائی سے حسن سلوک اور اس کی خیر خواہی پیش نظر رکھنا بھائی چارگی کا تقاضہ ہے۔ اور ایک بھائی اپنے بھائی کے لیے وہی بات پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرے۔

حدیث نمبر:4

ترجمہ: جھوٹ بولنے سے رزق کم ہوجاتا ہے (مسند احمد)

خلاصہ: جھوٹ بولنے سے عزت کے ساتھ ساتھ آدمی کا رزق بھی گھٹتا ہے۔ جھوٹ بولنے والے سے لوگ معاملہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ چونکہ جھوٹ کا کیا اطمینان؟ اور جھوٹ خدا کو سخت ناپسند ہے اس لیے اس کی روزی تنگ کردی جاتی ہے۔

حدیث نمبر:5

ترجمہ: غیبت پیٹھ کے پیچھے کسی کی برائی بیان کرنا) قتل سے زیادہ بری بات ہے۔(ویلمی)

خلاصہ: کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا ہی غیبت ہے۔اور یہ ایک سنگین جرم ہے۔اس لیے کہ کسی کی برائیوں کو اچھالنے سے بہتر ہے کہ اس کی برائیاں اس پر واضح کر دی جائیں تا کہ وہ اپنی اصلاح کر سکے۔قتل بالعموم اشتعال انگیزی اور شر وفساد کا سبب ہوتا ہے۔ اسی طرح غیبت کے نتائج بھی اس سے زیادہ سنگین اور شدید ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر:3

ترجمہ: چغل خور جنت میں نہیں جائے گا (مسلم)

خلاصہ: آپس میں نفاق اور دشمن پیدا کرنے کی نیت سے جھوٹ سچ کا لگا دینا چغلی ہے۔اور یہ ایک بدترین فعل ہے باہمی تعلقات میں بگاڑ پیدا کرنا عین شر پسندی ہے۔جو مسلمان کا شیوہ نہیں اور ہر وہ بات جو شعار اسلامی کی خلاف ہو جنت سے محرومی کا سبب بنتا ہے۔

حدیث نمبر:7

ترجمہ: معاف کرنا بہترین سرمایہ ہے۔

خلاصہ: درگزر ایک اخلاقی ایثار ہے۔جو انسان کی خوش حوصلگی اور وسیع النظری کو ظاہر کرتا ہے۔عفو و درگزر جس شخص کی نمایاں خصوصیت ہو وہ بڑا ہی قابل قدر ہے۔انسان کا یہ وصف اور جذبہ ایثار بغیر رنگ لائے نہیں رہ سکتا۔بالآخر اس کا نعم البدل اس کو مل کر ہی رہے گا۔

حدیث نمبر:8

ترجمہ: امانت داری دولت مند کا سبب ہے۔

خلاصہ: امانت دار آدمی کو لوگوں کا اعتماد حاصل رہتا ہے۔اور یہ اعتماد اس کے حق میں طمانیت کا موجب ہے ایسے آدمی کو اس کے معاملات میں توازن کے بگڑنے کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا۔یہی خود اعتمادی اور طمانیت آدمی کو دل کا غنی بنا دیتی ہے۔اور دل کا غنی ہونا بھی بلاشبہ بڑی دولت مندی ہے۔

حدیث نمبر:9

ترجمہ: ہر ایک تکلیف دینے والا دوزخی ہے۔(ازالۃ الخفا)

خلاصہ: ایذا رسانی ایک غیر انسانی فعل ہے اور جب انسان اس کو اختیار کرتا ہے تو اس کی ایذا رسانی نسبتاً بڑھ جاتی ہے۔ مخلوق خدا کا دل دکھانا اور اس کو تکلیف پہنچانا بڑی مذموم حرکت ہے ایسے آدمی کی جگہ صرف دوزخ ہی ہو سکتی ہے۔

حدیث نمبر:10

ترجمہ: مسلمان غیرت مند ہوتا ہے (مسلم)

خلاصہ: ایک مسلمان میں کئی اوصاف ہوتے ہیں۔ اور غیرت منداس کا نمایاں وصف ہے۔ ایک مسلمان کے لیے بے غیرتی اور بے حیائی کا طعنہ ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ اگر اسکی غیرت کو جھنجوڑا جائے تو وہ اپنے اصولوں کی حفاظت کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

حدیث نمبر:11

ترجمہ: دعا عبادت کا حاصل (مغز) ہے۔(ترمذی)

خلاصہ: دعا دراصل مطلب کا موثر ذریعہ ہے۔ جائز دعا کرنے میں کبھی تامل نہیں کرنا چاہیے دعا کرنا ہمارا کام ہے اور قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ عبادت کا مقصود خدا کی خوشنودی ہوتا ہے اور دعا عبادت کا حاصل ہے۔

حدیث نمبر:12

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔(طبرانی)

خلاصہ: نماز اسلام کا دوسرا اہم ترین فریضہ ہے۔ قرآن و احادیث میں اس کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ نماز دین کا ستون ہے جس طرح ایک عمارت کا دارومدار اور انحصار اس کے ستونوں پر ہوتا ہے۔ اگر ستون گر پڑے تو عمارت بھی یقیناً گر پڑے گی۔ اسی طرح نماز دین اسلام کا ایک ستون ہے۔ جو نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز چھوڑا گویا اس نے دین کو چھوڑا۔

نظمیں

بچے کی دعا

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
دُور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے
ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
زندگی ہو مری پروانے کی صورت یا رب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب
ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے ' ضعیفوں سے محبت کرنا
میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اس راہ پر چلانا مجھ کو

بولیاں

ظہیر رانی بنوریؔ

چڑیا بولی چوں چوں
پھدک پھدک کر چلتی ہوں

طوطا بولا ٹیں ٹیں
میرے جیسا کوئی نہیں

کوئل بولے کُوکُو
میٹھا سُر پھیلے ہر سُو

کوا بولا کائیں کائیں
سن کر بچے ناچیں گائیں

بندر بولا خرخر
اچھلوں کودوں شاخوں پر

بلی بولی میاؤں میاؤں
چوہے تجھ کو میں کھا جاؤں

چوہا بولا چیں چیں
میں بلی سے ڈروں نہیں

کتاب بولے بھوں بھوں
گھر کی رکشا کرتا ہوں

مرغا بولا ککڑوں کوں
سب سے پہلے میں جاگوں

پانی ہے انمول

پانی ہے انمول خزانہ
اس کومت بے کار بہانا

تالابوں کی کرو حفاظت
حوضوں کی ہو جائے مرمت

پانی کے ہوں آج ذخیرہ
کل ہوں گے وہ تیرے میرے

روزآنہ پھر خوب نہانا
پانی ہے انمول خزانہ

دنیا کو سیراب یہ کردے
دریا، ساگر، جھیلیں بھردے

مٹی کو پر اب بنادے
سوئے سبزے کو چونکا دے

کلیوں کو کردے دیوانہ
پانی ہے انمول خزانہ

نصیحت

لڑنا بھرنا کام برا ہے — لڑنے کا انجام برا ہے
آپس میں مل جل کر رہنا — جھوٹی بات نہ منھ سے کہنا
کرتے رہو ماں باپ کی خدمت — ماں کے پاؤں تلے ہے جنت
اپنے بڑوں کا کہنا مانو — دل سے ان کو اچھا جانو
جس کو مصیبت میں تم پاؤ — اس ک ہنسی ہرگز نہ اُڑاؤ
کام کی ہیں یہ ساری باتیں — کیسی پیاری پیاری باتیں
ان پر عمل اب کرکے دکھاؤ
سچے مسلم تم بن جاؤ

پھول اور خوشبو

یہ مسلم ہے وہ ہندو ہے — پھول ہے یہ اور وہ خوشبو ہے
ہم دونوں کا ایک وطن ہے — وطن پر قربان تن من دھن ہے
پھول سے خوشبو دور کہاں ہے — ایسا کوئی دستور کہاں ہے
اپنے چمن سے دور خزاں ہے — ایسا چلن دنیا میں کہاں ہے
اس گلشن کے پھول نرالے — خوشبو والے رنگوں والے
ہندو مسلم گورے کالے — بھارت کے سب رہنے والے
نفرت سے ہم دور رہیں گے — دشمن کو رنجور کریں گے
دیس کا اونچا نام کریں گے — مل جل کر سب کام کریں گے

محنت

اے نونہال بچو! محنت سے کام رکنا
محنت کے بل پر ساری دنیا کورام کرنا
محنت سے چل رہے ہیں دنیا کے کارخانے
محنت سے مل رہے ہیں ہرقوم کو خزانے
سب دستکاروں میں ڈالی ہے جان اس نے
مزدور کو دکھا دی دولت کی کا ن اس نے
محنت کرے گا ج وبھی دولت اسے ملے گی
راحت اسے ملے گی، عزت اسے ملے گی
جو قوم چاہتی ہے دنیا میں نام کرنا
نیّر وہ جانتی ہے محنت سے کام کرنا

کہانیاں

والدین کی خدمت

حضرت شرف الدینؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ اللہ کی آپ پر رحمت ہو۔ وہ اپنے ابا میاں اور اپنی امی جان کا بہت ادب کرتے تھے۔ ہمیشہ ان کا حکم مانتے اور ان کی خدمت کیلئے تیار رہتے تھے۔ ایک دن کی بات ہے وہ ابھی منے سے تھے۔ امی جان چار پائی پر لیٹی تھیں۔ اتفاق سے انہیں پیاس لگی۔ بولیں، بیٹا! مجھے پیاس لگی ہے، ذرا ایک کٹورا پانی پلا دو۔ شرف الدینؒ کٹورا لے کر دوڑے ہوئے پانی لینے گئے۔ گھڑے سے پانی انڈیل کر لوٹے تو دیکھا کہ امی جان کی آنکھ لگ گئی ہے۔ اب کیا کریں، اگر جگاتے ہیں تو امی جان کو تکلیف ہوگی۔ اس لیے انہوں نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ پانی کا کٹورا ہاتھ میں لیے سرہانے کھڑے رہے کہ نہ جانے کب امی کی آنکھ کُھل جائے اور وہ پانی مانگ لیں۔ رات کا بڑا حصہ گزر گیا۔ وہ اسی طرح پانی لیے کھڑے رہے۔ آخر امی کی آنکھ کھلی۔ وہ کیا دیکھتی ہیں کہ شرف الدینؒ پانی کا کٹورا لیے کھڑے ہیں۔

''بیٹا! کیا تم اس وقت سے اب تک کھڑے ہو؟'' امی نے پوچھا۔

''ہاں امی جان! میں اسی وقت سے کھڑا ہوں تاکہ جب آپ کی آنکھ کھلے میں پانی پیش کروں۔'' انہوں نے ادب سے کہا۔

یہ جواب سن کر امی جان بہت خوش ہوئیں۔ اچھے بیٹے کو دعا دی۔

چنانچہ بڑے ہو کر بہت بڑے ولی اللہ ہوئے۔

جانوروں پر رحم کرنا

بہت دنوں کی بات ہے۔ شہر غزنی میں ایک شخص رہتا تھا۔ اس کا نام تھا سبکتگین۔ وہ تھا تو اپنے قبیلے کا سردار، مگر تھا بہت غریب۔ ایک گھوڑے کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ وہ اپنا زیادہ وقت سیر و شکار میں گزارتا تھا۔

ایک دن وہ شکار کو جا رہا تھا۔ راہ میں اسے ایک ہرنی اور اس کا بچہ چرتے ہوئے ملے۔ سبکتگین نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور ان کے پیچھے تیزی سے دوڑایا۔ دونوں جان بچا کر بھاگے۔ مگر بچہ تو آخر بچہ ہی تھا۔ کتنا تیز بھاگ سکتا تھا؟ بالآخر سبکتگین نے اُسے پکڑ لیا۔ لے کر گھر آیا۔

ہرنی بے چاری محبت کی ماری اپنے بچے کے لیے اس کے پیچھے ہولی۔ سبکتگین کی نگاہ ہرنی پر پڑی۔ اس کے افسردہ چہرے اور للچائی ہوئی نگاہ کو دیکھ کر سبکتگین کو رحم آ گیا۔ اس نے بچے کو چھوڑ دیا۔ آزاد ہوتے ہی بچہ چھلانگیں مارتا اپنی ماں کے پاس پہنچا۔ دونوں نے خوشی خوشی جنگل کی راہ لی۔

رات کو سبکتگین نے آں حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سبکتگین! تم نے ہرنی بے چاری پر رحم کیا۔ تمہارا یہ کام اللہ کو بہت پسند آیا۔ تمہارا نام بادشاہوں کی فہرست میں درج کر لیا گیا ہے ۔اب تم جلد ہی بادشاہ ہو جاؤ گے۔ لیکن دیکھو سلطنت ملنے پر مغرور مت ہو جانا۔ اپنی رعایا کے ساتھ اسی طرح مہربانی کا سلوک کرنا۔''

اس کے بعد سبکتگین بادشاہ ہو گیا۔ اس واقعے کو اس نے ساری زندگی یاد رکھا اور اپنی رعایا کے ساتھ ہمیشہ شفقت و محبت کا برتاؤ کیا۔

اُستاد کا ادب

ہارون رشید ایک بہت بڑا بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے بیٹے کا نام مامون تھا۔ مامون کی پرورش بڑے لاڈ پیار سے ہوئی تھی۔ ایک تو شہزادہ، دوسرے حد سے زیادہ لاڈ پیار۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مامون بہت شریر ہو گیا۔ شاہی محل کے تمام نوکر چاکر اس کی شرارت سے عاجز تھے۔ برے بڑوں کو پیٹ دیتا تھا۔ سب خاموشی سے اس کی مار پیٹ برداشت کر لیتے۔ جس سے وہ اور زیادہ بگڑ گیا۔ کسی کی پروا نہیں کرتا تھا۔ ڈر تو اُسے چھو نہیں گیا تھا۔ جب دیکھو توڑ پھوڑ میں مصروف۔

مامون جب ذرا بڑا ہوا تو اس کی تعلیم کے لیے ایک استاد رکھ دیئے گئے۔ استاد پڑھانے کے لیے شاہی محل گئے۔ مامون کو آواز دی، مگر وہ کھیل میں مصروف تھا۔ استاد کی آواز پر باہر نہ نکلا۔ ملازموں سے بلوایا مگر مامون نے پروا نہ کی۔ ملازموں نے آ کر شکایت کی کہ وہ کسی کی نہیں سنتا، ہم لوگوں کو مار پیٹ دیا کرتا ہے۔ کیا کریں خاموشی سے برداشت کر لیتے ہیں۔ استاد مامون کی بد دماغی سمجھ گئے۔ کسی طرح اس کو باہر بلایا۔ جب وہ آ گیا تو اُسے سات بید گن کر رسید کئے۔ مامون بلبلا اٹھا۔ آج تک اس نے کسی کی مار برداشت نہیں کی تھی۔ استاد کے ادب سے اُف بھی نہیں کی۔ آنسو بہا کر چپ ہو گیا۔

اتنے میں ادھر سے وزیر آ نکلا۔ مامون ادب سے چپکا بیٹھا پڑھتا رہا۔ جب وزیر چلا گیا تو استاد نے کہا:

''مامون! تم نے وزیر سے مار کی شکایت نہیں کی؟''

مامون نے کہا: ''اچھے استاد! آپ نے مجھے میری بھلائی کے لیے مارا تھا۔ میں کسی سے شکایت کیوں کرتا۔ وزیر تو بھلا وزیر ہیں، خود میرے والد بزرگوار جو بادشاہ ہیں، اگر وہ تشریف لاتے یا مجھ سے پوچھتے تو بھی میں شکایت نہ کرتا۔''

مانگنے سے پرہیز

پیارے نبی ﷺ اللہ کے محبوب بندے تھے۔ انسانوں کو سیدھی راہ بتانے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے انسانوں کی بھلائی کے لیے بڑی بری تکلیفیں اٹھائیں۔ بلا اُجرت اتنا بڑا احسان کیا۔ پھر بھی نادانوں نے آپ ﷺ کی محنت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے آپ ﷺ کے راستے میں روڑے اٹکائے۔ طرح طرح سے پریشان کیا۔ جان کے درپے ہوئے۔ وطن سے نکال دیا۔ اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ہجرت کے بعد بھی تنگ کرتے رہے۔

ایک مرتبہ ان نادانوں نے بہت بڑی فوج تیار کر کے مدینے پر دھاوا بول دیا۔ پیارے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اچھے ساتھیوں نے بچاؤ کے لیے قربانیاں دیں۔ چھوٹے چھوٹے لڑکے بھی اللہ کے دین پر مرمٹنے کے لئے تیار تھے۔ کچھ کو حضور ﷺ نے جہاد میں شرکت کی اجازت دی۔ مگر کچھ کو کم سنی کے باعث روک دیا۔

اُن میں ایک ابوسعیدؓ تھے ان کے والدِ محترم نے بھی سفارش کی اور کہا:

حضور ﷺ! ان کے قویٰ مضبوط اور ہڈیاں موٹی ہیں۔ آپ عمر پر نہ جائیں۔ اسے فوج میں بھرتی کر لیں۔"

مگر حضور ﷺ نے انکار کر دیا۔ اس بچے کو بہت افسوس ہوا۔ بہر حال جنگ ہوئی۔ اللہ کی مدد سے مسلمان جیت تو گئے۔ مگر برے بڑے صحابہؓ شہید ہو گئے۔ جان کا کافی نقصان ہوا۔ ابوسعیدؓ کے والد بزرگوار بھی اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

صحابہؓ کے پاس دولت یوں بھی نہ تھی اور جو کچھ تھا سب اللہ کی راہ میں لگا چکے تھے۔ ابوسعیدؓ کے گھر بھی کچھ نہ تھا۔ ایک تو کم سن، گھر میں کھانے کو نہیں۔ باہر کوئی کمانے والا نہیں۔ بڑی پریشانی میں پڑ گئے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے سوا ان کا اور کون سہارا تھا۔

چنانچہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چاہتے تھے کہ گھر کا حال بتا کر حضور ﷺ سے کچھ امداد طلب کریں۔ ان کی صورت دیکھتے ہی حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو صبر چاہتا ہے اللہ اسے صبر عطا کرتا ہے، جو پاک بازی طلب کرتا ہے اللہ اُسے پاک باز بنا دیتا ہے۔ اور جو غنا چاہتا ہے اسے غنا عطا فرماتا ہے۔"

حضور ﷺ کی زبان سے یہ جملہ سننا تھا کہ ابوسعیدؓ کا ارادہ بدل گیا۔

انہوں نے حضور سے کچھ نہ مانگا۔ چپکے سے واپس آ گئے۔

اللہ ان سے بہت خوش ہوا۔ انہیں کمسنی ہی میں اتنا زبردست علم دیا کہ ان کے پایہ کے بہت کم عالم ہوئے ہیں۔

انصاف

بہت دنوں کی بات ہے۔ایک مسلمان بادشاہ دہلی میں حکومت کرتا تھا۔اس کا نام تھا محمد تغلق ۔وہ بہت دوراندیش اورانصاف پسند بادشاہ تھا۔ایک بار وہ کہیں گشت لگا رہا تھا۔راستے میں اسے دو بچے لڑتے ہوئے دکھائی دیے۔ایک بچہ امیر کا تھا ایک غریب کا۔امیر بچہ ڈانٹ رہا تھا اور غریب کھڑا رو رہا تھا۔

بادشاہ نے سمجھا کہ امیر بچے نے غریب کو مارا ہوگا۔اس لیے تنبیہ کے طور پر اُسے کچھ چھڑیاں رسید کیں۔حالانکہ قصور غریب بچے کا تھا۔امیر کے بچے نے مارا نہیں تھا۔غریب بچہ صرف اس ڈر سے رونے لگا تھا کہ کہیں اپنے قصور کے سبب پٹ نہ جائے۔

محمد تغلق کے راج میں رعایا کو بادشاہ تک کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کی اجازت تھی۔نانچہ امیر لڑکے نے بادشاہ کے خلاف جج کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔بادشاہ پر جرم ثابت ہوگیا۔جج نے فیصلہ سنا دیا کہ بادشاہ پر جرم ثابت ہے۔اسے سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جانا چاہئے۔

بادشاہ سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوگیا۔اورلڑکے کو دربارِ عام میں بلا کر وہی چھڑی دی اور کہا کہ تم مجھ سے اپنا بدلہ لے لو۔

لڑکا پہلے تو جھجکا، مگر سب کے سامنے اسے قسم دلائی تو وہ تیار ہوگیا دربارِ عام میں سب کے سامنے لڑکے نے بادشاہ کے اکیس چھڑیاں لگائیں۔ایک بار تو ہاتھ ایسا پڑا کہ بادشاہ کی کلاہ نیچے گرگئی۔مگر اس نے بہت ہی خندہ پیشانی سے یہ سزا برداشت کرلی۔سارے درباری اس کے اس انصاف کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

لالچی عورت

کسی کسان کی بیوی کے پاس ایک مرغی تھی۔مرغی بہت اچھی تھی۔روز ایک انڈا دیتی۔سب اڑوس پڑوس کے لوگ مرغی کی تعریف کرتے تھے۔کسان کی بیوی مرغی کی تعریف سن کر پھولی نہ سماتی۔لیکن وہ تھی لالچی۔ایک دن اس نے سوچا ''میں مرغی کو دوگنا دانہ کھلاؤں گی تاکہ یہ ایک کے بجائے دو انڈے دیا کرے۔''اس نے مرغی کو دوگنا دانہ کھلانا شروع کر دیا۔مرغی موٹی ہوگئی اور اب وہ ایک انڈا بھی نہیں دیتی تھی۔

''ہائے ہائے، تجھے کیا ہوگیا ہے۔جتنا زیادہ کھلاتی ہوں اتنے ہی کم انڈے دیتی ہے۔'' عورت نے جھلا کر کہا۔

مرغی بولی ''بی بی جی، قصور میرا نہیں۔

تمہارے اپنے لالچ کا ہے۔''

سچ ہے، جو لوگ آدھی چھوڑ ساری کے پیچھے بھاگتے ہیں وہ آدھی بھی گنوا دیتے ہیں۔

راست بازی

امام بخاریؒ کا نام تو تم نے سنا ہوگا۔ وہ فنِ حدیث کے بہت بڑے عالم اور مستند امام شمار کئے جاتے ہیں۔ حدیث کی تدوین میں انہوں نے بڑی جاں فشانی اور احتیاط کا ثبوت دیا ہے۔ ان کی مدون کی ہوئی حدیث کی کتاب' قرآنِ حکیم کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب مانی جاتی ہے۔ وہ احادیث اکٹھا کرنے ۔ ان کی تحقیق و تفتیش اور اُن کی صحت کی جانچ میں بڑی محنت کرتے تھے۔ اس کام کے لیے بہت دُور دُور کا سفر اختیار کرتے تھے۔ جہاں کہیں معلوم ہوجاتا کہ اِس سلسلے میں کسی شخص سے کوئی مدد مل سکتی ہے' وہاں پہنچ کر استفادہ کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک حدیث کے سلسلے میں انہیں ایک محدث کے پاس جانے کا اتفاق ہوا۔ وہ اُن کے گھر کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ان محدث صاحب کا گھوڑا رسّی توڑ کر بھاگ گیا ہے اور وہ اسے پکڑنے کے لیے جا رہے ہیں۔ ہاتھ میں خالی توبڑا ہے' جسے دکھلا کر وہ گھوڑے کو دھوکے سے بلا رہے ہیں۔ چنانچہ گھوڑا دھوکے میں چلا آیا' اور اُنہوں نے اس ترتکیب سے اُسے پکڑ لیا۔

امام بخاریؒ نے جو یہ حال دیکھا تو فوراً واپس چلے آئے ۔ انہوں نے سوچا کہ ایسے شخص کی حدیث کا کیا اعتبار' جو غریب جانور کو دھوکا دینا روا رکھتا ہو۔

دیکھی آپ نے امام بخاریؒ کی احتیاط ۔ ان کے نزدیک محدث کا یہ فعل بھی راست بازی کے منافی تھا۔ ظاہر ہے کہ جو راست باز نہ ہو اس کی روایت قابلِ اعتماد کیسے ہوسکتی ہے۔ اسی احتیاط کی بنا پر تو اُن کی مدون کردہ حدیث کی کتاب ''اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ'' کہلاتی ہے۔

خدمتِ خلق

حضرت عمرؓ جلیل القدر خلیفہ ہوئے ہیں۔ اپنے دورِ خلافت میں وہ راتوں کو گشت کیا کرتے تھے۔ تاکہ مسلمانوں کے حال سے باخبر رہیں اور حسبِ ضرورت معقول انتظام کر دیا کریں۔ خدمت کا یہی جذبہ تھا جو اُنہیں رات کو بھی آرام نہیں لینے دیتا تھا۔

ایک شب وہ اپنے غلام اسلم کو لے کر مدینے سے باہر نکل گئے۔ آبادی سے دور اُنہیں ایک خیمہ نظر پڑا۔ اس طرف مُڑ گئے۔ قریب پہنچے تو دیکھا کہ خیمے کے باہر ایک بدو اُداس بیٹھا ہے۔ خیمے کے اندر سے کراہنے کی آواز آ رہی ہے۔ حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی کے بچہ پیدا ہونے والا ہے' وہ دردِ زہ میں مبتلا ہے اور مسافرت میں ان کے پاس نہ تو کوئی سامان ہے جو اس موقع پر کام آئے اور نہ کسی سے جان پہچان کہ آڑے وقت پر اس سے مدد لی جائے۔ حضرت عمرؓ نے بدو سے یہ حال سنا تو بہت متاثر ہوئے۔ بھاگے ہوئے گھر آئے اور بیوی سے بولے۔:

''بیوی اللہ نے ثواب کمانے کا بڑا اچھا موقع فراہم کر دیا ہے۔کیا تم اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار ہو؟
اس کے بعد سارا واقعہ کہہ سنایا۔ بیوی نے بہ خوشی سے اس خدمت کے لیے اپنے کو پیش کر دیا۔ جلدی سے دونوں تیار ہو گئے ۔ حضرت عمرؓ نے اپنی پیٹ پر آٹے کی بوری لادی اور کچھ روغن ساتھ لیا۔ بیوی نے اپنے ساتھ وہ سامان لیا جو ولادت کے وقت کام آتا ہے۔ دونوں بدو کے خیمے کی طرف روانہ ہو گئے ۔ خیمے کے پاس پہنچ کر بیوی تو اندر چلی گئیں اور حضرت عمرؓ بدو کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

امیر المومنین کی اہلیہ نے دائی کا کام انجام دیا۔اللہ کی دین تھوڑی دیر میں لڑکا پیدا ہوا۔اہلیہ نے اندر سے فرمایا:
''امیر المومنین! آپ اپنے ساتھی کو فرزند کی بشارت دے دیجئے۔''
اب بدو کو پتا چلا کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ وہ بے چارہ تو گھبرا گیا۔جلدی جلدی معافی مانگنے لگا۔انہوں نے اُسے تشفی دی۔فرمایا:
''سردار کا کام ہے خدمت کرنا۔''
پھر بدو کو ضرورت کی چیزیں دے کر میاں بیوی وہاں سے رخصت ہوئے۔

صاف گوئی

سلطان بایزید ترکوں کا ایک بہت مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ وہ بہت ہی دلیر اور انصاف پسند تھا۔صوم وصلوۃ کا بھی پابند تھا۔مگر نماز باجماعت نہیں پڑھتا تھا۔اسی کے دور کا ایک واقعہ ہے: ایک بار جج کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا۔اس میں ایک فریق کی طرف سے سلطان خود گواہ تھا۔عدالت کے جج مولانا شمس الدین تھے۔ یہ روم کے رہنے والے اور شریعت کے بہت پابند تھے۔
سلطان گواہی کے لیے حاضر ہوا۔مولانا نے اس کی شہادت منظور کرنے سے انکار کر دیا۔سلطان خود بھی منصف تھا اور جج کی انصاف پسندی سے بھی واقف تھا۔اس لیے ان کے اس رویے پر خفا تو نہ ہوا۔البتہ انکار کا سبب دریافت کیا۔
مولانا نے فرمایا:
''شریعت کی رُو سے ان لوگوں کی گواہی معتبر نہیں، جو باجماعت نماز ادا نہیں کرتے۔ اب آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کی شہادت کیوں رد کر دی گئی۔''
سلطان پر اس بات کا بڑا اثر ہوا۔اس کے بعد وہ نہایت مستعدی سے جماعت کی پابندی کرنے لگا۔

اپنے ہاتھ سے کام کرنا

مسلمانوں کے ایک خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ گزرے ہیں۔ وہ بہت ہی نیک اور سادہ مزاج تھے۔ ایک دن اُن کے یہاں ایک مہمان آیا۔ مہمان نے دیکھا کہ وہ چراغ کی روشنی میں کچھ لکھ رہے ہیں۔ اتفاق سے چراغ کا تیل ختم ہوگیا اور وہ تھوڑی دیر میں ٹمٹما کر گل ہونے لگا۔

مہمان نے کہا:

''آپ فکر نہ کریں؟ میں ابھی ٹھیک کیے دیتا ہوں۔''

''مہمان سے خدمت لینا درست نہیں۔''

خلیفہ نے جواب دیا۔

''اچھا تو نوکر کو جگائے دیتا ہوں وہ اس ٹھیک کر دے گا۔''

مہمان نے عرض کیا۔

نہیں! اس غریب کو سونے دو۔ ابھی ابھی تو سویا ہے۔ خواہ مخواہ اسے تکلیف ہوگی۔ یہ کہہ کر خلیفہ خود ہی اٹھے اور چراغ میں تیل ڈال لائے۔

''آخر آپ ہی نے تکلیف فرمائی۔'' مہمان نے کہا۔ خلیفہ نے جواب دیا: ''کیا ہوا؟'' اس میں تکلیف کی کیا بات تھی۔ جب میں تیل ڈالنے گیا تھا' اس وقت بھی عمر تھا۔ اور اب واپس آیا ہوں تو اب بھی عمر ہی ہوں۔''

مہمان اُن کا یہ جواب سن کر لا جواب ہوگیا۔

سونے کی بات

حضرت شاہ جمالؒ ایک مشہور بزرگ تھے۔ آپ کا مزار لاہور میں ہے جہاں ہر سال آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔ شاہ جمالؒ کے ایک مُرید شیخ حسن تھے۔ ان کی لاہور میں غلے کی دُکان تھی۔ ایک روز شیخ حسن شاہ جمالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یا حضرت' دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاروبار میں برکت دے۔'' حضرت شاہ جمالؒ نے شیخ حسن کے لیے دعا کی اور اس کے ساتھ ہی یہ نصیحت کی کہ:

''دیکھو' غلہ پورا تولا کرو۔''

اس سے پہلے شیخ حسن کم تولتے تھے۔ حضرت شاہ جمالؒ کی نصیحت نے ان کے دل پر ایسا اثر کیا کہ انہوں نے کم تولنا چھوڑ دیا اور پورا تولنے لگے۔ وہ کئی دفعہ ایسا کرتے کہ جو شخص ان سے غلہ مول لینے کے لیے آتا تو ترازو اس کے ہاتھ میں دے دیتے اور کہتے:

''لو بھائی، خود تول لو۔''

گاہک چاہے کتنا ہی جھکتا تولتا، شیخ حسن کبھی اس پر اعتراض نہ کرتے اور نہ اس کا ہاتھ روکتے۔ خدا نے ان کے کاروبار میں اتنی برکت دی کہ انہوں نے اپنے ترازو کے باٹ سونے کے بنوا لیے۔ ہوتے ہوتے یہ بات سارے شہر میں مشہور ہوگئی کہ شیخ حسن کے پاس سونے کے باٹ ہیں۔ لوگ آ آ کر ان باٹوں کو دیکھتے اور حیران ہوتے۔

شیخ حسن ایک روز اپنے سونے کے باٹ لے کر حضرت شاہ جمالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

''یا حضرت، آپ کی دعا اور نصیحت کی بدولت میرے کاروبار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اب میں نے غلہ تولنے کے لیے باٹ سونے کے بنوا لیے ہیں۔'' یہ سن کر حضرت شاہ جمالؒ نے فرمایا۔ ''ان باٹوں کو لے جا کر دریا میں پھینک دو۔''

شیخ حسن کے دل میں یہ خیال بالکل نہیں آیا کہ یہ سونے کے باٹ ہیں اور سونا بڑی قیمتی چیز ہے۔ اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ وہ حضرت شاہ جمالؒ کا حکم سنتے ہی سیدھے دریا پر پہنچے اور تمام باٹ دریا میں ڈال کر گھر واپس آ گئے۔

اس کے دو تین روز بعد کی بات ہے کہ کچھ کسان آس پاس کے دیہات سے اپنا غلہ فروخت کرنے کے لیے لاہور لا رہے تھے۔ اس زمانے میں دریا پر پل نہیں تھا۔ جن لوگوں کو دریا پار کرنا ہوتا وہ ایسی جگہ سے گزرتے جہاں پانی کم ہوتا۔ کسان دریا میں سے گذرنے لگے تو سونے کے باٹ ان کے پیروں کے نیچے آ گئے۔

کسانوں نے ان باٹوں کو اٹھا کر دیکھا تو فوراً پہچان لیا کہ یہ شیخ حسن کے ہیں۔ انہوں نے باٹ لا کر شیخ حسن کے حوالے کر دیے۔

شیخ حسن ان باٹوں کو لے کر پھر حضرت شاہ جمالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''یا حضرت، میں نے تو ان باٹوں کو دریا میں ڈال دیا تھا مگر یہ پھر میرے پاس واپس پہنچ گئے ہیں۔''

یہ سن کر حضرت شاہ جمالؒ نے فرمایا: ''یہ صرف تمہارا امتحان تھا۔ جب تم نے کم تولنا چھوڑ دیا تو خدا نے تمہارے مال میں برکت دی۔ جو مال تم نے اپنی حلال کمائی سے کمایا تھا، وہ دریا میں ڈالنے پر بھی ضائع نہیں ہوا اور تمہارے پاس واپس آ گیا۔ حلال کمائی میں ایسی ہی برکت ہوتی ہے۔

ادب

''با ادب بانصیب'' بے ادب بے نصیب۔'' یہ بات بالکل صحیح ہے۔ جو بیٹیاں اس حقیقت کو جانتی ہیں وہ اپنے بروں کا بہت ادب کرتی ہیں۔ اُن کے سامنے کھل کھلا کر ہنستی نہیں۔ چیخ کر بات نہیں کرتیں۔ اٹھنے بیٹھنے میں تمیز و سلیقہ کا لحاظ رکھتی ہیں۔ زبان سے کبھی کوئی کچی بات نہیں نکالتیں۔ کسی چیز کے لیے ضد نہیں کرتیں۔ بڑوں کو آتا دیکھتی ہیں تو ادب سے کھڑی ہوجاتی ہیں۔ تمیز سے دوپٹا اوڑھے رہتی ہیں۔ خود سلام کرتی ہیں۔ بیٹھنے کو مناسب جگہ دیتی ہیں۔ پیارے نبی ﷺ اور ان کی چہیتی بیٹی بی بی فاطمہؓ تو اپنے بزرگوں کا بڑا ادب کرتی تھیں۔

ایک دفعہ حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اتفاق سے آپ ﷺ کے دودھ ابا آ گئے۔ آپ ﷺ بڑے تپاک سے ملے اور بیٹھنے کے لیے چادر کا ایک حصہ بچھا دیا۔ پھر دودھ اماں آگئیں۔ آپ ﷺ ان سے بھی اسی طرح تپاک سے ملے اور بیٹھنے کے لیے چادر کا دوسرا حصہ بچھا دیا۔ آخر میں دودھ بھائی آ گئے۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھایا۔

بی بی فاطمہؓ اپنے ابا جان کے سامنے بڑے ادب سے رہتی تھیں۔ آپ ﷺ جب بی بی فاطمہ سے ملنے جاتے تو بہت ادب سے کھڑی ہوجاتیں اور ابا جان کو اپنی جگہ بٹھا دیا کرتیں۔ اسی لیے تو ابا جان آپ سے بے حد محبت رکھتے تھے۔

عورتوں میں سب سے اچھی خاتون

اللہ کا شکر ہے' اس نے حضرت محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا۔ پیارے نبی ﷺ نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی۔ ورنہ ہم بھٹکتے پھرتے اور آخرت میں حساب کتاب کے دن بڑی شرمندگی ہوتی۔

پیارے نبی ﷺ بچپن ہی سے بہت نیک' سچے اور امانت دار تھے۔ لوگ آپ کو ''صادق'' اور ''امین'' کہتے تھے۔ جب برے ہوئے تو آپ ﷺ کی ایمانداری کا بڑا شہرہ ہوا۔

مکے میں ''ایک بہت ہی مال دار خاتون تھیں۔ ان کا نام تھا خدیجہؓ۔ وہ بہت ہی اچھی بی بی تھیں۔ سب ان کو ''طاہرہ'' کہتے تھے۔ بی بی خدیجہؓ بیوہ تھیں۔ ان کے میاں مر گئے تھے۔ وہ اپنی دولت تجارت میں لگانا چاہتی تھیں۔ مگر کوئی ایسا ایماندار آدمی نہیں مل سکا تھا' جس سے وہ تجارت کراتیں۔ جب انہوں نے پیارے نبی ﷺ کی ایماندار کا حال سنا تو آپ ﷺ سے تجارت میں مدد چاہی۔ حضور ﷺ ان کا مال لے کر دور دور تجارت کے لئے گئے۔ بڑا نفع ہوا۔ واپس آ کر پائی پائی چکا دی۔ آپ ﷺ کی ایماندار دیکھ کر بی بی خدیجہؓ بہت خوش ہوئیں۔ آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام دیا اور شادی کر کے خوش خوش رہنے لگیں۔

جب آپ ﷺ چالیس سال کے ہوئے تو اللہ نے آپ کو نبی ﷺ بنایا۔ پیارے نبی ﷺ نے بی بی خدیجہؓ سے جب ذکر کیا تو وہ فوراً ایمان لے آئیں۔ پیارے نبی ﷺ اپنی ذمے داری کا خیال کر کے کبھی کبھی پریشانی محسوس کرتے تھے۔ بی بی خدیجہؓ ہر طرح

آپ ﷺ کو ڈھارس بندھاتی تھیں۔

دین کی بنیاد جمانے میں بی بی خدیجہؓ نے تن من دھن سے حضور ﷺ کی مدد کی۔ رفتہ رفتہ ساری دولت اسی کام پر لگا دی۔ اگر آپ نہ ہوتیں تو اللہ کا دین قائم کرنے میں پیارے نبی ﷺ کو اور زیادہ زحمت اٹھانی پڑتی۔ اسی لیے تو حضور ﷺ آپ ﷺ سے بے حد محبت کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:۔''اس امت کی عورتوں میں سب سے بہتر بی بی خدیجہؓ ہیں۔''

صدقہ کھانے سے پرہیز

ایک بار کا ذکر ہے پیارے نبی ﷺ کے پاس صدقے کی کچھ کھجوریں آئیں۔ لوگ اکثر صدقے کی چیزیں آپ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ مگر آپ نہ اس میں سے خود استعمال کرتے اور نہ گھر والوں کو استعمال کرنے دیتے۔ بلکہ سب غریبوں میں بانٹ دیا کرتے تھے۔

اس بار جو کھجوریں آئی تھیں۔ وہ ابھی تقسیم نہیں ہوئی تھیں۔ ایک کھڑکی پر رکھی تھیں۔ اتفاق سے حضرت حسینؓ وہاں آنکلے۔ وہ ابھی بچے تھے۔ انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ حضور ﷺ نے صدقے کی چیزیں کھانے سے اپنے گھر والوں کو روک دیا ہے۔ بچے تو تھے ہی۔ کھڑکی پر چڑھ گئے اور ایک کھجور نکال کر منہ میں رکھ لی۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا:

''بیٹا! اس کو پھینک دو۔ ہمارے لیے صدقے کی چیز جائز نہیں۔'' حضرت حسینؓ نے منہ سے نکال کر کھجور باہر پھینک دی۔

جانوروں کے ساتھ مہربانی

ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک صحابیؓ کہیں جا رہے تھے۔ کچھ دور گئے تو راستے میں ایک جھاڑی ملی۔ جھاڑی کے اندر سے چوں چوں کی آواز آ رہی تھی۔ آواز سن کر وہ جھاڑی کے اندر گھس گئے۔ دیکھا تو وہاں چڑیا کے ننھے ننھے بچے تھے۔ یہ ابھی اڑ نہیں سکتے تھے۔ بچوں کو دیکھ کر صحابیؓ بہت خوش ہوئے۔ جلدی سے سب کو پکڑا اور چادر میں چھپا کر جھاڑی سے نکل آئے۔ ابھی جھاڑی سے باہر نکلے ہی تھے کہ چڑیا بچوں کے لیے چارہ لے کر آ گئی۔ بچے چادر کے نیچے سے چوں چوں کر رہے تھے۔ چڑیا سمجھ گئی کہ یہی شخص میرے بچوں کو لیے جا رہا ہے۔ وہ بہت بے چین ہوئی اور صحابیؓ کے سر پر منڈلانے لگی۔ صحابیؓ نے چڑیا کے چلانے کی پروانہ کی اور بچوں کو چادر میں چھپائے پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

چڑیا کے ننھے ننھے بچوں کو دیکھ کر آپ ﷺ کو ترس آ گیا۔ پوچھا ''یہ بچے تمہیں کہاں ملے؟'' صحابیؓ نے سارا حال کہہ سنایا۔ پیارے نبی ﷺ تھے ہی بڑے رحم دل، بچوں کو ماں سے چھین لینا اور اس طرح ماں بچے سب کو ستانا اور پریشان کرنا بھلا آپ ﷺ کب

گوارا کر سکتے تھے۔فرمایا:

''جاؤ ان بچوں کو وہیں چھوڑ آؤ۔''

صحابیؓ گئے اور بچوں کو جھاڑی میں چھوڑ آئے۔

آپا ہرنی

کہتے ہیں کہ ایک جنگل بڑا ہرا بھرا تھا۔دور دور تک اس میں سایہ دار پیڑ کھڑے تھے۔بہت سے جانور وہاں رہتے تھے اور رات کو آ کر آرام کرتے تھے انہیں جانوروں میں ایک ہرنی بھی رہتی تھی۔وہ بڑی بھلی بڑی خوبصورت اور بڑی اچھی تھی سب جانور اس کو چاہتے تھے اور پیار میں آپا ہرنی کہتے تھے۔

اُسی بن میں ایک بھیڑیا بھی رہتا تھا۔وہ بڑا خراب بدصورت اور ظالم تھا۔وہ ہرنی کی صورت سے جلتا تھا اور موقع کی تلاش میں تھا کہ کب کوئی وقت آئے اور میں اسکا صفایا کروں لیکن اسے جنگل کے جانوروں سے ڈر لگتا تھا کیونکہ وہ سب ہرنی کو پیار کرتے تھے۔ ہرنی کے دو بچے تھے ایک کا نام اینا تھا اور دوسرے کا بینا۔آپا ہرنی جب کبھی باہر جاتیں تو بچے اکیلے وہاں رہتے تھے اور دن بھر کھیلنے چکنے میں دن گزارتے تھے۔

بھیڑیا یہ سب باتیں دیکھتا تھا اور جی میں کڑھتا تھا آخر اس سے نہ رہا گیا ایک دن جب آپا ہرنی گھاس پھونس کی تلاش میں باہر گئی ہوئی تھیں وہ وہاں آیا اور بچوں کو چٹ کر گیا۔

شام کو جب آپا ہرنی واپس آئیں تو انہیں بچے نہ دکھائی دیئے۔انہیں بہت رنج ہوا جنگل کے جس جانور نے سنا اسے افسوس ہوا سب کو ہرنی آپا سے ہمدردی تھی۔سب نے کہا ہو نہ ہو یہ بھیڑیئے کا کام ہے جبھی تو وہ ایک طرف کھڑا ہنس رہا تھا۔سب جانور چاہتے تھے کہ بھیڑیئے کو سزا دی جائے مگر ہرنی آپا نے کہا میں کچھ نہیں کہتی۔اللہ دیکھنے والا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے میں اسی پر بھروسہ رکھتی ہوں یہ بات سنکر سب جانور ہرنی آپا کی تعریف کرنے لگے۔

دوسرے دن اتفاق سے شکاری آ گئے انہوں نے جنگل میں جال لگا دیا قسمت کی بات میاں بھیڑیئے جال میں پھنس گئے۔بہت اچھلے بہت کودے مگر ایک نہ گئی آخر بے دم ہو کر گر پڑے اور شکاریوں نے اسے پکڑ لیا تب بھیڑیئے نے دل میں کہا کہ پاپ سب کو لے ڈوبتا ہے۔میں پاپی تھا میں نے ہرنی کے بچوں کو کھایا تھا۔اس کا بدلا اللہ تعالیٰ نے ہاتھ کے ہاتھ دے دیا۔

غیرت

ایک عورت کے دو جوان بیٹھے تھے۔ ایک تو پڑھ لکھ کر کسی دفتر میں نوکر ہو گیا اور دوسرا شہر میں راج کا کام کرنے لگا۔ بابو تو کوٹ' پاجامہ' صدری اور ٹوپی پہنتا اور راج گیری کرنے والا تہ بند' کرتہ' صدری اور پگڑی۔

ایک دفعہ جاڑے کا موسم آیا اور بابو کے لیے ماں نے کشمیرے یا پٹو کا کوٹ بنوایا تو راج نے کہا۔ ''اماں جان! مجھے بھی ایسا ہی کوٹ بنوا دو۔''

ماں نے کہا۔ ''بیٹا! ایسے کپڑے تمہارے پہننے کے نہیں۔ یہ تو منشی بابوؤں ہی کو سجتے ہیں۔ سردی کا خیال ہے تو مرزئی بنوا لو۔ تم اینٹ گارے کا کام کرنے والے ہو۔ کوٹ اور پاجامہ بھلا وہاں کیا کام دے گا۔''

ماں کی یہ بات سن کر غیرت والے بیٹے نے دل میں کہا۔ ''افسوس میں نے کیوں نہ پڑھ لیا کہ اب بھلے مانسوں کے سے کپڑے بھی نہیں پہن سکتا۔''

یہ سوچ کر اسنے پہلے تو رات کے وقت کسی سے پڑھنا شروع کیا۔ جب اچھی طرح حرف پہنچاننے لگا تو راج گیری چھوڑ مدرسے میں داخل ہوا اور بارہ برس میں ایم۔ اے پاس کر کے کسی اچھے عہدے پر نوکر ہو گیا۔

دل اور زبان

کہتے ہیں جب لقمان حکیم پڑھ کر فارغ ہو چکے تو استاد نے کہا ''لقمان! آج ایک بکرا ذبح کرو اور اس میں سے جو سب سے اچھی چیز سمجھو' ہمارے لیے پکا لاؤ۔''

لقمان نے بکرا حلال کر کے اسکے دل اور زبان کو خوب اچھے مسالوں کے ساتھ بھون بھون کر استاد کے سامنے رکھ دیا۔ استاد نے چکھا تو تعریف کر کے کہا۔ لقمان آج تم آدھے پاس ہو گئے۔''

دوسرے دن استاد نے فرمایا۔ ''آج پھر ایک بکرا ذبح کرو اور اس میں جو سب سے بری چیز پاؤ' وہ ہمارے لیے تیار کر لاؤ۔''

انہوں نے بکرا ذبح کر کے اب بھی پہلے دن کی طرح صرف دل اور زبان ہی کو چن لیا' مگر اب کے اس ترکیب سے پکایا کہ زبان میٹھی ہوئی اور دل کڑوا اور پھر دونوں کو ملا کر استاد کے سانے لا رکھا۔ استاد نے چکھا تو بدمزہ' پا کر پوچھا۔ لقمان! آج کیا پکا لائے۔؟''

لقمان نے عرض کیا۔ ''حضور! وہیں دل اور زبان جو آپس میں موافق نہیں۔'' استاد نے فرمایا۔ ''جاؤ اب تم بالکل پاس ہو گئے۔''

حکیم لقمان نے دونوں دفعہ کیسی اچھی چیزیں چنیں۔ سچ مچ ایک جسے دل اور زبان سے بڑھ کر کوئی نعمت لطیف اور لذیذ نہیں اور نہ ایک دوسرے سے مخالف دل اور زبان سے زیادہ کوئی چیز بری اور بدمزہ ہے۔ جس آدمی کا دل اور زبان ایک ہو' دنیا بھی اس کی عزت

کرتی ہے۔ خدا بھی خوش ہوتا ہے اور جس کی زبان دل سے موافق نہ ہو۔ دنیا بھی اسے اچھا نہیں سمجھتی۔ خدا بھی ناخوش ہوجاتا ہے بلکہ وہ خود بھی خوش نہیں رہتا۔

نماز کی پابندی

اورنگ زیب ہندوستان کا ایک بہت مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ وہ شاہ جہاں کا بیٹا اور بہت بڑا عالم' مدبر حکمراں تھا۔ اس نے ہندوستان پر پچاس سال حکومت کی۔ اور اکبر کی وجہ سے ہندوستان میں جوالحاد اور لادینیت کا سلسلہ چل پڑا تھا۔ اس کا اس نے بہت کچھ قلع قمع کیا۔ وہ آئین سلطنت بھی خوب جانتا تھا۔ بڑا محنتی و جفاکش تھا۔ سلطنت کے سارے کاروبار کی خود دیکھ بھال کرتا تھا۔ اس کی زندگی بہت سادہ اور پاکیزہ تھی۔ شریعت کا پابند تھا۔ علماء کی بڑی قدر کرتا تھا۔ ذاتی خرچ کے لیے سرکاری خزانے سے کچھ نہیں لیتا تھا۔ ٹوپیاں سی کر یا کلامِ پاک لکھ کر گزر اوقات کرتا تھا۔ نماز تو اس کی کبھی قضا نہیں ہوئی۔

محی الدین اورنگ زیب ابھی نوجوان ہی تھا کہ شاہِ جہاں نے اسے کابل کی مہم پر روانہ کیا۔ اس جری اور بہادر سپہ سالار نے فوج کو مورچے پر لگا کر جنگ شروع کی۔ ٹھیک اس وقت جب گھمسان کی لڑائی ہورہی تھی۔ نماز کا وقت آ گیا۔ اورنگ زیب بھلا نماز کب چھوڑ سکتا تھا۔ فوراً ہاتھی پر سے اتر پڑا۔ اور میدان جنگ میں نماز شروع کردی۔ نماز کے لیے اس نے اپنی جان یا فتح وشکست کی قطعاً پروانہ کی۔ فریق مخالف کے لوگ اس کی ہمت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ سوچا ایسا باہمت اور خداترس شخص سے بازی لے جانا مشکل ہے۔ آخر شکست مان کر اورنگ زیب کی اطاعت قبول کر لی۔

سادہ زندگی

سلطان ناصرالدین ہندوستان کا ایک بہت ہی نیک اور اور سادہ مزاج بادشاہ گزرا ہے۔ کہنے کو تو وہ بادشاہ تھا۔ مگر عام بادشاہوں سے اس کا رہن سہن بالکل جدا تھا۔ اپنے ذاتی خرچ کے لیے سرکاری خزانے سے ایک پیسا بھی نہ لیتا۔ چھ ماہ میں ایک قرآن پاک اپنے ہاتھ سے لکھ لیتا۔ اس طرح سال میں دو کلام پاک تیار ہوجاتے۔ انھی کے ہدیے سے سال بھر تک وہ اپنی گزر اوقات کرتا تھا۔ کبھی کبھی ٹوپیاں بنا کر بھی کچھ رقم حاصل کر لیا کرتا تھا۔ اتنی قلیل آمدنی میں ظاہر ہے کتنی سادہ زندگی گزرتی رہی ہوگی۔ سلطان کی ایک ہی ملکہ تھی۔ وہ بھی بہت نیک اور سادہ مزاج تھی۔ سلطان خود محنت سے کماتا۔ ملکہ اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتی۔ اس طرح میاں بیوی قناعت کی زندگی گزارتے تھے۔

ایک دن ملکہ کھانا پکا رہی تھی۔ اتفاق سے توے سے روٹی اتارنے میں ہاتھ جل گیا۔ بہت تکلیف ہوئی۔ چنانچہ سلطان کی خدمت

میں حاضر ہوکر نہایت دبی زبان سے عرض کیا:

''اگر آپ میری مدد کیلئے ایک ملازمہ رکھ دیتے تو بڑی عنایت ہوتی۔''

سلطان نے کہا:

''بیوی! تم تو جانتی ہو کہ ہماری آمدنی بہت قلیل ہے۔اس میں ملازمہ رکھنے کی گنجائش کہاں ہے؟ سرکاری خزانہ رعایا کی امانت ہے۔اسی کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونا چاہئے۔اس میں سے تو ہمیں اپنے اوپر خرچ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ملازمہ کہاں سے رکھ دوں؟''

ملکہ یہ جواب سن کر خاموش ہوگئی۔پھر ملازمہ رکھنے کیلئے کبھی نہ کہا۔

قرآن کا احترام

محمود ایک بہت مشہور بادشاہ گزرا ہے۔وہ غزنی کا رہنے والا تھا۔اُس نے مختلف اسباب کے تحت ہندوستان پر بھی سترہ حملے کیے تھے۔اس کی زندگی کا ایک بہت مشہور واقع ہے کہ ایک شب وہ سونے جا رہا تھا۔اتفاق سے طاق پر نگاہ پڑی۔دیکھا تو قرآن پاک رکھا ہوا تھا۔اب کیا کرے۔اگر ادھر پیر پھیلا کر سوتا ہے تو کلام پاک کی بے ادبی ہوتی ہے۔سوچا لاؤ چارپائی کا رخ بدل دوں۔ادھر سرہانہ ہوجائے' پھر ٹھیک رہے گا۔چنانچہ چارپائی کا رخ بدل دیا۔اب سونے چلا تو خیال آیا کہ میرے کمرے میں اللہ کا فرمان رکھا ہوا اور میں اس کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی بجائے غافل پڑا سوؤں۔یہ بھلا کب مناسب ہوگا۔سوچا لاؤ اسے اٹھا کر پاس والے کمرے میں رکھ آؤں اور پھر آرام کروں۔اس خیال کا آنا تھا کہ بادشاہ کانپ اٹھا۔سوچا یہ کتنی بڑی بے ادبی ہے کہ محض اپنے آرام کی خاطر اللہ کے کلام کو اپنے کمرے سے ہٹا رہا ہوں۔

اسی پس وپیش میں سلطان رہ گیا۔نہ ہٹاتے بنی نہ سوتے۔ساری رات آنکھوں میں کاٹ دی۔

دیانت

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ایک بہت مشہور خلیفہ گزرے ہیں۔وہ سرکاری خزانے کو رعایا کی امانت سمجھتے تھے اور اس کی بڑی حفاظت کرتے تھے۔ایک دن سرکاری خزانے میں بہت سے سیب آئے۔وہ دستور کے مطابق ان کو مسلمانوں میں تقسیم کررہے تھے۔اتنے میں ان کا چھوٹا بچہ ادھر آنکلا۔وہ ابھی نادان تھا۔اسے کیا پتا کہ یہ سب کس کے ہیں۔اپنے ابا میاں کو بانٹتے دیکھا' سمجھا ہمارے ہوں گے۔ایک سیب اٹھا کر کھانے چلا۔

سیب تو سرکاری تھے اور سرکاری چیز پر سارے مسلمانوں کا حق ہوتا ہے۔ خلیفہ بھلا اپنے بچے کو کب لینے دیتے۔ یہ تو مسلمانوں کے مال میں خیانت ہوتی۔ اس لیے انہوں نے بچے سے سیب لے لیا۔ بچہ رونے لگا۔ بہت بہلایا مگر بچہ روتا رہا اور روتا ہوا اندر چلا گیا۔ اپنی امی سے شکایت کردی۔ ماں نے بیٹے کے آنسو پونچھے اور بازار سے سیب منگا کر بہلا دیا۔ خلیفہ جب اندر آئے تو انہیں سیب کی خوشبو معلوم ہوئی۔ بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کوئی سرکاری سیب تو نہیں آیا ہے۔

بیوی نے کہا: ''سرکاری سیب تو نہیں۔'' ہاں میں نے بازار سے سیب منگا کر بچے کو کھلایا ہے۔ آپ نے اس سے سیب لے لیا تھا۔ وہ روتا ہوا میرے پاس آیا۔ کسی طرح بہل نہیں رہا تھا۔ میں نے بازار سے منگا کر بہلا دیا۔''

انہوں نے فرمایا: ''کیا کرتا بیوی! سیب سرکاری خزانے کے تھے۔ میں نے بچے سے سیب اس وجہ سے چھین لیا تھا کہ ایک سیب کے لیے اللہ کے یہاں بے ایمان نہ ٹھہروں۔''

خلیفہ کی اس بات پر ان کی بیوی خاموش ہوگئیں۔

درویش کا خط

ہارون الرشید جب تک خلیفہ نہ بنا تھا اس کی بہت زیادہ دوستی حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے تھی۔ دن بھر میں ایک ملاقات تو معمول میں شامل تھی اور یہ ملاقات گھنٹوں پر محیط ہوتی تھی لیکن جب اس نے تخت خلافت سنبھالا تو حضرت سفیان ثوریؒ نے ایک دم اس سے قطع تعلق کرلیا۔

ہارون الرشید نے اس بات کو بڑی شدت سے محسوس کیا تاہم ابتدائی کئی ماہ وہ اس طرح حکومتی معاملات میں مصروف رہا کہ ملاقات کا وقت ہی نہ نکال سکا۔

دن، ہفتے اور مہینے گزر گئے اور جب اس نے دیکھا کہ وہ امور سلطنت میں سے وقت نہیں نکال سکے گا تو اس نے حضرت سفیان ثوریؒ کو ایک رقعہ بھیجا جس میں اس نے لکھا۔

''بہتیرے دوست، احباب، علماء، فضلا میرے پاس آئے، آرہے ہیں۔ میں حسب مرتبہ ان کی بیتالمال سے خدمت کررہا ہوں مگر آپ نہیں آئے، کیا وجہ ہے؟''

حضرت سفیان ثوریؒ نے فوری جواب ارسال فرمایا۔ اپنے خط میں آپؒ نے لکھا۔

''میرنہ آنے کی وجہ تم نے خود ہی بیان کردی ہے۔ تم بیت المال کو خوشامدیوں اور موقع پرستوں پر خرچ کررہے ہو جب کہ یہ عوام الناس اور ضرورتمندوں کا حق ہے۔ ذرا سوچو، قیامت کے دن جب تمہیں غریبوں اور حاجت مندوں کا حق اپنی خوشامد پسندی کی خاطر غیر مستحق

لوگوں کو دے دینے کے گناہ پر دوزخ کی آگ میں دھکیلا جا رہا ہوگا تو اسوقت تمہارے ساتھ یہ علماء وفضلا بھی تو ہوں گے۔ اللہ کے حکم کے مطابق میں نے اسی لیے تم سے اور شاہی ماحول سے کنارہ کرلیا ہے تا کہ تمہارے نگاہوں میں شریک نہ ہوں سکوں۔ یہ خط اس لیے لکھ رہا ہوں کہ تمہیں تمہارے گناہوں، غلطیوں اور کوتاہیوں سے آگاہ کردوں، آئندہ مجھے خط نہ لکھنا میں جواب نہ دوں گا۔''

ہارونالرشید نے خط پڑھا اور بہت دیر تک روتا رہا۔ بعد میں اس نے اپنی اصلاح کی طرف بے حد توجہ کی اور اسراف اور حق تلفی سے ہمیشہ بچتا رہا۔

پیاسا کوّا

بچو! السلام علیکم!

تم نے چڑیا دیکھی ہے وہ بھی دوسری چڑیوں کو سلام کرتی ہے، کیسے سلام کرتی ہے۔ چوں چوں کر کے کرتی ہے نا؟ کیسے کرتی ہے؟

چوں چوں، چوں چوں۔

اور کوا کیسے سلام کرتا ہے؟

کائیں کائیں! ہاں کوا سلام کرتا ہے کائیں کائیں۔ اور بلی کیسے سلام کرتا ہے؟ میاؤں میاؤں، میاؤں میاؤں!

اور بچو! اڑتا کون ہے؟ چڑیا اڑتی ہے یا بلی؟

ہاں چڑیا اڑتی ہے۔ اور کوا بھی اڑتا ہے نا؟

تو بچو ایک دفعہ ایک کوا اڑ رہا تھا۔ پتہ ہے وہ کہاں جا رہا تھا؟ وہ پانی پینے جا رہا تھا۔ پیاسا تھا بچارا! کہہ رہا تھا کائیں کائیں۔ میں پیاسا ہوں میں پیاسا ہوں۔ مجھے پانی نہیں مل رہا۔ مجھے پانی نہیں مل رہا۔ اللہ مجھے پانی دکھا۔ اللہ مجھے پانی دکھا۔

اسے اللہ نے ایک جگ میں پانی دکھا دیا۔ کوے نے کہا کائیں کائیں۔ پانی مل گیا، پانی مل گیا، اللہ شکر پانی مل گیا۔

کوا پانی کے جگ پر بیٹھا تھا۔ مگر پانی نہیں پی رہا تھا۔ بھلا پانی کیوں نہیں پی رہا تھا؟ وہ کہہ رہا تھا کائیں کائیں! پانی نیچے ہے۔ پانی نیچے ہے۔ کیسے پیوں کیسے پیوں؟

پھر اس نے اللہ سے دعا کی۔

کائیں کائیں اللہ! پانی پینے کی ترکیب بتا دے۔ ترکیب بتا دے۔ اللہ تو بچو سب کی دعا سنتا ہے نا۔ اس نے کوے کو ترکیب بتادی کہ آس پاس جو کنکر پڑے ہیں نا چھوٹے چھوٹے پتھر، یہ چونچ میں پکڑ کے جگ میں ڈال دو۔ کوا بولا کائیں کائیں بہت اچھا بہت اچھا! اور کوے نے کنکر جگ میں ڈالنے شروع کر دے۔ بہت سارے کنکر جگ میں ڈال دیے۔ پانی اوپر آ گیا کوے نے کہا، پانی اوپر آ گیا۔ اللہ شکر اللہ شکر! پانی اوپر آ گیا۔

کوے نے مزے سے پانی پیا' اس کی پیاس بجھ گئی۔ اس نے کہا کائیں کائیں' اللہ تیرا شکر' اللہ تیرا شکر۔
اب یہ منہ اٹھا کے کیا کہہ رہا ہے؟ بچو تم پانی پی کے کیا کہتے ہو؟ الحمداللہ' ہاں یہ بھی کہہ رہا ہے۔ کائیں کائیں الحمداللہ' الحمداللہ' اللہ' تیرا شکر' اللہ شکر' کائیں کائیں اللہ شکر' اللہ شکر'
بچو! وہ اچھا کوا تھا نا! اللہ شکر کہتا تھا۔ اچھی چڑیا بھی اللہ شکر کہتی ہے۔ کیسے کہتی ہے؟ چوں چوں' اللہ شکر' اللہ شکر' تم بھی جب کوئی چیز کھاؤ یا پیو تو کہا کرو' اللہ تیرا شکر' اللہ تیرا شکر۔

ایمانداری

حضرت عمرؓ ایک عظیم خلیفہ گزرے ہیں۔ انہیں اپنی ذمے داری کا بے حد خیال رہتا تھا۔ دن بھر تو رعایا کی بھلائی اور بہتری کی فکر میں لگے ہی رہتے تھے۔ رات کو بھی اکثر گشت پر نکل جاتے اور گھوم پھر کر پتا لگاتے کہ رعایا کس حال میں ہے۔

ایک رات حضرت عمرؓ گشت پر نکلے۔ ایک مکان کے قریب پہنچے۔ اندر سے کچھ آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ وہیں ٹھہر گئے اور کان لگا کر سننے لگے۔ ماں بیٹی آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔

ماں: بیٹی ذرا اٹھو اور دودھ میں پانی ملا دو۔

بیٹی: نہیں اماں! یہ بے ایمانی مجھ سے نہ ہوگی۔ آپ نے سنا نہیں ہے' خلیفہ نے منادی کرا دی ہے کہ دودھ میں پانی ملا کر مت بیچو۔

ماں: ۔ بیٹی تم نادان بنتی ہو۔ منادی کرانے سے کیا ہوتا ہے؟ کیا خلیفہ دیکھ رہا ہے؟ خلیفہ نہیں دیکھا رہا ہے تو کیا ہوا امی! اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہے ہیں۔

مجھ سے یہ بے ایمانی ہرگز نہ ہوگی۔

حضرت عمرؓ نے ان کی باتیں سنیں۔ لڑکی کے جواب سے بہت خوش ہوئے۔ مکان کا پتا نشان یاد کر کے گھر لوٹ آئے۔

دوسرے دن ماں اور بیٹی دونوں کو طلب کیا۔ رات کی بات چیت کی تصدیق کرائی۔ پھر اپنے صاحب زادے عاصم سے اس لڑکی کا نکاح کرا دیا۔ اس طرح ایک دودھ بیچنے والے کی لڑکی کو اس کی ایمانداری کا اللہ نے یہ بدلہ دیا کہ وہ حضرت عمرؓ جیسے خلیفہ کی بہو بنی اور پھر آگے چل کر اللہ نے اس بی بی کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا نواسہ عطا کیا۔ جن کی کوششوں سے سلطنت کا اتنا بہترین انتظام ہوا کہ حضرت عمرؓ کی یاد تازہ ہو گئی۔ اللہ ان سب پر رحمت نازل فرمائے۔